بیادگار حجۃ الکاملین امام الواصلین امیرِ ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب
علی پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

1961
December

انوار الصوفیہ
قصور
ضلع لاہور

مدیر مسئول
غلام رسول گوہر

نگران اعلیٰ
سید اختر حسین شاہ صاحب علی پوری

مدیر معاون
مولانا عبد العزیز مرتضائی

مقام اشاعت: کوٹ عثمان خاں، قصور (پاکستان)

انوار الصوفیہ رسائل پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری
نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام 1905 کو شروع کروایا تھا
رسالہ انوار الصوفیہ کی 68 جلدیں مہیا کرنے پر
میں جناب محمد محمود صاحب کو مشکور ہوں
جن کی لسٹ مندرجہ بالا ہے (بختیار حسین جماعتی)

محمد محمود معزوی جماعتی
خلیفہ مجاز شیخ معزالدین طالبی جماعتی
خلیفہ مجاز سائیں محمد حنیف لال بادشاہ مری

1 1960 October
2 1961 July
3 1961 December
4 1962 Feb
5 1962 May
6 1962 October
7 1963 January
8 1963 June
9 1963 September
10 1964 Feb
11 1964 March
12 1965 January
13 1965 May
14 1965 July
15 1966 June
16 1969 Feb
17 1969 December
18 1970 December
19 1971 Feb
20 1971 November
21 1972 May
22 1972 December
23 1973 March
24 1973 March
25 1973 December
26 1975 March
27 1978 Feb
28 1980 July
29 1981 July
30 1982 Feb
31 1982 July
32 1984 April
33 1959 Agust Rizwan
34 1965 March Hanfi
35 1967 April May
36 1968 October November
37 1969 agust
38 1969 March April
39 1970 May June
40 1971 Agust
41 1971 Janu Feb
42 1973 Agust
43 1973 Aril
44 1974 Agust September
45 1975 December
46 1976 March April
47 1979 June july
48 1980 Dec 1981 Janu
49 1980 October NOvember
50 1981 Jantaree
51 1982 1983 Dec Jan
52 1982 March April
53 1982 May June
54 1983 Feb March
55 1983 May June
56 1983 Nov Decemb
57 1984 Jan Feb
58 1984 October Jantare
59 Aaena Khalq e Muhamadi
60 Majmua Hazar Masla

بفیضِ روحانی اعلیٰحضرت عظیم البرکت سراج الملت والدین مولانا الحاج حافظ
علامہ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ علی پوری

بسرپرستی زبدۃ العارفین عالیجناب شمس الملت مولانا الحاج حافظ سید نور حسین شاہ صاحب
دامت برکاتہم علی پوری

بظلِّ حمایت زبدۃ العارفین معین الملت مولانا الحاج حافظ پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب
مدظلہ العالی علی پوری

انجمن خدام الصوفیہ کا دینی، مذہبی، شریعت و طریقت کا علمبردار، صوفیائے کرام کی جان
علمائے امت کا مرغوب قلب رسالہ

ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور
پاکستان

جلد ۲	دسمبر ۱۹۶۱ء	شمارہ ۴

زرسالانہ

پاکستان و بھارت سے	پانچ روپے
معاونین کرام سے	بیس روپے
سرپرست حضرات سے	تیس روپے
فی کاپی	آٹھ آنے (۵۰ پیسے)

چٹ پر سرخ نشان

اس امر کی دلیل ہے کہ آپ کے چندہ کی میعاد ختم ہو گئی ہے مہربانی کر کے آئندہ سال کیلئے مبلغ پانچ روپیہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں۔ اگر آئندہ سال کی خریداری منظور نہ ہو تو ایک پوسٹ کارڈ لکھ کر اطلاع دیں ورنہ آئندہ ماہ کا رسالہ وی پی کیا جائیگا جس کا وصول کرنا آپکا اخلاقی فرض ہوگا۔

مضمون	صفحہ

مدیر مسئول

حال و قال

اکتوبر کا شمارہ بعض ناگزیر اسباب و وجوہات سے اپنے وقت پر شائع نہ ہو سکا تھا اس لئے وہ غیر معمولی تاخیر کے ساتھ نومبر کے شمارہ کے ساتھ شائع ہوا۔ قارئین رسالہ کو اس تاخیر سے جو ذہنی کوفت ہوئی اس کا ہم کو احساس ہے لیکن کیا کیا جاتا کچھ حالات ہی ایسے پیدا ہو گئے تھے کہ ہم اس کو وقت پر نکالنے سے مجبور تھے۔ ہم قارئین سے معافی کے خواستگار ہیں۔ آئندہ انشاء اللہ العزیز جہاں تک امکان کی حد ہو گی رسالہ کو اس کے وقت پر ہی شائع کیا جائیگا۔ اور قارئین حضرات کو زحمتِ انتظار میں ڈالنے کی کوشش نہیں کی جائے گی۔

اظہارِ مسرت ہم بڑی خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں کہ ملک اور بیرون ملک کے بلند پایہ اور بزرگ شعراء و ادبا اور اہلِ قلم علماء و فضلا نے ماہنامہ انوار الصوفیہ کی قلمی امداد کا وعدہ فرمایا ہے۔ ان حضرات کی کرم گستری اور نوازش ہے کہ انہوں نے عدیم الفرصت ہونے کے باوجود رسالہ کی طرف دستِ تعاون بڑھایا اور ادارہ کی حوصلہ افزائی فرمائی۔ ان حضرات کی علمی کاوشوں اور ضیا پاشیوں اور قلمی شذرات اور جواہر ریزوں سے رسالہ کا مستقبل روشن اور امید افزا نظر آتا ہے۔ اب ہم یقین کی روشنی میں کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے رسالہ کا صحافتی دنیا میں معیار بلند اور قابلِ اعتبار ہے۔ اکتوبر و نومبر کی مجموعی اشاعت ہی سے قارئین حضرات کو علم ہو گیا ہو گا کہ یہ رسالہ سابقہ شماروں سے افادیت اور صوری و معنوی تجلیات کے اعتبار سے کس قدر اُجلا اور نکھرا ہوا ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ میں ان حضرات کے ارشادات کو جو رسالہ کے تعاون کے متعلق انہوں نے لکھے ہیں یہاں لکھ دوں تاکہ قارئین کو بھی ان کے تاثرات سے معلوم ہو جائے کہ ان حضرات کو رسالہ انوار الصوفیہ سے کتنا اُنس ہے۔ اور وہ محض اس لئے کہ یہ رسالہ شہنشاہ ملک ولایت حضرت امیر ملت مولانا الحاج حافظ قاری پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہٗ کا رسالہ ہے اور آپ اس کے سرپرست اور بانی ہیں۔

ارشادات گرامی مندرجہ ذیل ہیں

حضرت العلام محترم المقام استاذ الشعراء مولٰنا شاہ محمد یعقوب حسین صاحب ضیاء القادری کراچی ۔ ۱۱ اکتوبر ۱۹۶۱ء

السلام علیکم مزاج گرامی! آپ کا مکرمت نامہ اور رسالہ انوار الصوفیہ موصول ہوئے۔ آپ کی محبت کا انتہائی مشکور ہوں رسالہ دیکھ کر بے حد خوشی ہوئی۔ خدا سے دعا ہے کہ یہ ماہنامہ زیادہ سے زیادہ کامیاب ہو۔ یہ فقیر پیرانہ سالی اور رعشہ کی وجہ سے لکھنے سے معذور ہے۔ اس وقت اتفاق سے میرے عزیز محترم صابر براری سلمہ تعالیٰ رات ایک میلاد شریف

میں دعظ کہنے کے لئے تشریف لائے تھے میرے پاس بھی آ گئے۔ انہیں سے دو غزلیں اور خط لکھوا کر حاضرِ خدمت کر رہا ہوں۔ انہوں نے وعدہ بھی کر لیا ہے کہ ہر ماہ میں میری دو غزلیں نعت یا منقبت کی رسالہ انوار الصوفیہ میں بھیجتے رہیں گے یہ میرے حمد و نعت و مناقب کہنے والے بہترین تلامذہ میں سے ہیں آپ سے گزارش ہے کہ آپ ان کو اعلان کے ساتھ اپنے موقر صحیفہ کا شاعر نامزد کر دیں۔ یعنی مولانا صابر براری شاعر انوار الصوفیہ کے خطاب سے رسالہ میں ان کو نامزد فرمائیں۔ یہ صاحب قلم ہیں مضامین میں نظم و نثر بھی حاضرِ خدمت کرتے رہیں گے اور رسالہ کے لئے نہایت موزوں ثابت ہوں گے۔ یہ نقیر آپ حضرات سے اور حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے جو خلوص رکھتا ہے اس کی یاد بھی ان کی وجہ سے مستحکم رہے گی۔ میرا سلام مسنون حاضرین وقت اور احباب جملہ کو پہنچا دیجئے۔

نیاز کیش:۔ ضیاء القادری

شاعر انوار الصوفیہ حضرت مولانا صابر صاحب براری الضیائی۔ کراچی ۲۹ ستمبر ۱۹۶۱ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ موقر جریدہ ماہنامہ انوار الصوفیہ بابت ماہ ستمبر ۱۹۶۱ء موصول ہوا۔ کرم فرمائی کا بصمیم قلب مشکور ہوں۔ نہ معلوم کہ مجھ گمنام کا پتہ جناب نے کہاں سے حاصل کر لیا۔ خیر بڑی مسرت ہوئی کہ حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کی یادگاریں اور سراج الملت دامت برکاتہم کی زیر سرپرستی یہ رسالہ اپنے انوار سے تابناک ہے اللہ عزوجل اسے ترقی عطا فرما کر اہلِ حق کو مستفید فرمائے آمین بجاہ المرسلین۔ مضامین خوب ہیں مگر تفسیر و احادیث کے لئے چند صفحات مخصوص کر دیئے جائیں تو احسن ہے۔ تصحیح کتابت توجہ کی محتاج ہے۔ انشاء اللہ ورسولہٗ اس کی خدمت سے دریغ نہیں کروں گا۔ گذشتہ سال کا فائل روانہ فرما کر مشکور فرمائیں۔ فی الحال ایک نعت ارسال کر رہا ہوں اگر پسند فرمائیں تو کسی گوشہ میں جگہ عنایت کریں۔ اس رسالہ کی نسبت اپنے تاثرات بصورت نظم آئندہ پیش کروں گا۔ اراکین ادارہ سے سلام مسنون والسلام والاکرام۔

خادم اہلسنت صابری براری غفرلہٗ کراچی

حضرت علّام رئیس الشعراء بلبل باغِ مدینہ حضرت سید محمد مرغوب صاحب اختر الحامدی۔ حیدر آباد۔ ۲ راکتوبر ۱۹۶۱ء

محترم المقام! سلام مسنون الاسلام۔ خیریت طرفین احسن المرام۔ کل گرامی نامہ فیض شمامہ شرفِ صدور لا کر کاشفِ حالات ہوا۔ آپ جن خطابات و القاب سے مجھے یاد فرماتے رہتے ہیں یقین جانئے کہ میں اس کا اہل نہیں۔ امید کہ آئندہ حضور والا گرامی نامہ لکھتے وقت اس کا ضرور خیال رکھیں گے۔ ماہ رواں کا انوار الصوفیہ نظر نواز ہوا۔ ماشاء اللہ سابقہ طباعت سے یہ شمارہ بہت اچھا ہے۔ خدا کرے یہ جریدہ اسی طرح ترقی کی منازل طے کرتا چلا جائے اور حضور محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کی نگاہِ رحمت اسے نوازتی رہے اور یہ دنیائے صحافت اور کائنات سنت میں آفتاب نیم روز بن کر چمکے۔ آمین ثم آمین۔ حیدر آباد سندھ میں حضرت قبلہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کے کس قدر حلقہ بگوش اور عقیدت مند ہیں اس سے میں بے خبر ہوں۔ اگر مجھے صحیح تعداد معلوم ہو جائے تو یہاں اس ماہنامہ مبارکہ کی ایجنسی

قائم کرنے کی کوشش کروں۔ آپ کو اگر معلوم ہو تو ان کے پتے اور نام روانہ کیجئے۔ فقط والسلام

اختر الحامدی۔ حیدرآباد مغربی پاکستان

عندلیب گلشن مدحت رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ادب صاحب نگران اعلیٰ بزم سیماب

ملتان ۳ اکتوبر ۱۹۶۱ء

ہدیۂ سلام و رحمت۔ مکتوب گرامی اور ماہنامہ "انوار الصوفیہ" نظر نواز ہوئے۔ یاد آوری کا سپاس گزار ہوں۔ انشاء اللہ العزیز ماہنامہ انوار الصوفیہ سے میرا قلمی تعاون وابستہ رہے گا۔ ایک تازہ نعت ابلاغ خدمت ہے ملاحظہ ہو۔ حضرت مولانا علامہ سید اختر حسین شاہ صاحب و مولانا عبدالعزیز صاحب و دیگر حاضر حضرات کی خدمت میں سلام مسنون۔ فقط والسلام مع الاکرام۔

نیاز کیش:۔ ادب سیمابی

عزیز الشعراء عالی مقام حضرت عزیز صاحب حاصلپوری ملتان

مرقومہ ۳ اکتوبر ۱۹۶۱ء

حضرت المکرم زید مجدکم

اسلام علیکم و رحمۃ اللہ تعالیٰ و برکاتہٗ۔ مکتوب محبت موصول ہو کر باعث صد تشکر و امتنان ہوا۔ قبل ازیں انوار الصوفیہ بھی نظر نواز ہوا۔ آپ نے اس ہیچمدان اور ناکارۂ خلائق کو جن القاب و آداب سے نوازا ہے احقر ہرگز ان کا اہل نہیں۔ براہ عزیز نوازی آئندہ محتاط رہئے گا۔ حسب الارشاد انوار الصوفیہ کے لئے نعت حاضر خدمت ہے۔ ملاحظہ فرمائیے اور میری صحت و عافیت کے لئے خلوص دل سے بارگاہ شافی مطلق میں دعا فرمائیے۔ میں کافی عرصہ سے علیل ہوں۔ طویل علالت کے باعث جن دشوار گزار مراحل سے گزر رہا ہوں اس کی تفصیل امکان سے باہر ہے۔ والسلام مع الاکرام

مخلص:۔ عزیز حاصلپوری غفرلہٗ۔ ملتان

ان حضرات کے علاوہ حضرت مولانا علامہ مفتی نسیم بستوی صاحب جو بھارت میں رہتے ہیں اور مدرسہ فیض الرسول میں مدرس ہیں بہترین اہل قلم اور بلند پایہ شاعر ہیں۔ انہوں نے بھی دو نظمیں رسالہ انوار الصوفیہ کے لئے ارسال فرمائی ہیں جو اسی شمارہ میں زیب اوراق ہو رہی ہیں۔ اور وعدہ فرمایا ہے کہ حتی الامکان میں رسالہ کے لئے مضامین علمی، تحقیقی اور تاریخی افسانے وغیرہ ارسال کرتا رہوں گا۔

ہاں حضرت مولانا قمر الشعراء قمر صاحب یزدانی ضلع سیالکوٹ سے بھی تعارف ہو گیا ہے۔ آپ بڑے مشہور شاعر اور عالم صاحب قلم بھی ہیں۔ ان کی خدمت میں بھی رسالہ کی قلمی امداد کے لئے ایک عریضہ ارسال کیا گیا تھا جس کا انہوں نے جواب دیا ہے۔ کہ ہر طرح رسالہ انوار الصوفیہ جیسے نورانی صحیفہ کی خدمت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اور بھی متعدد اہل قلم حضرات سے جو علمی اور تاریخی بصیرت افروز محققانہ مضامین لکھنے میں مشہور ہیں رابطہ قائم کیا جا رہا ہے۔

شاعر انوار الصوفیہ حضرت مولانا عالی مقام جناب صابر صاحب براری الضیائی کو اس اشاعت سے

شاعر انوار الصوفیہ کے معزز لقب سے نامزد کیا جا رہا ہے۔ آئندہ ہر شمارہ میں ان کے نام کے ساتھ شاعر انوار الصوفیہ لکھا کرے گا۔ آپ کی نوازش اور لطف و کرم ہے کہ انہوں نے ہماری اس پیش کش کو شرف قبولیت سے نوازا ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ آپ نے مجھے شاعر ماہنامہ انوار الصوفیہ نامزد فرما کر جو عزت افزائی فرمائی ہے میں اس کا مشکور ہوں حالانکہ میں اس کا اہل نہیں۔

قارئین کرام سے چند باتیں

ماہنامہ انوار الصوفیہ حضرت قبلہ عالم شہنشاہ ملک ولایت حضرت امیر ملت قدس سرہٗ کا جاری کیا ہوا رسالہ ہے۔ اور اب یہ آپ کی یادگار میں نکلتا ہے یہ رسالہ سلسلہ نقشبندیہ کا واحد ارگن اور ترجمان ہے۔ قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اس کی اشاعت کو بڑھانے اور اس کا خریدار بننے اور بنانے کا انجمن خدام الصوفیہ کے سالانہ اجلاس میں بارہا اعلان فرمایا تھا۔ اس حقیقت کو جملہ یارانِ طریقت اچھی طرح جانتے ہیں اور آپ کا اعلان رسالہ کی توسیع اشاعت کے لئے بارہا رسالہ انوار الصوفیہ کے اوراق میں چھپا ہے۔ حضرت قبلہ عالم قدس سرہٗ کا فقط یہ فقرہ ہی یارانِ طریقت کو رسالہ کا خریدار بنانے کے لئے کافی ہے کہ "جس نے فقیر (یعنی مجھ کو) خوش کرنا ہے وہ رسالہ انوار الصوفیہ خریدے اور اس کا خریدار بنائے"۔ آپ نے یہاں تک ارشاد فرمایا ہے کہ جو ان پڑھ ہے وہ بھی اس کو خریدے اور کسی سے پڑھوا کر اس کو سنے۔ اس رسالہ کا یارانِ طریقت کے گھر میں ہونا بھی باعث برکت ہے۔ اس لئے کہ یہ ہمارے پیر علیہ الرحمۃ والغفران کا صحیفہ ہے۔ پہلے یہ رسالہ جب سیالکوٹ سے شائع ہوتا تھا اس وقت اس کی حالت کچھ اور تھی جس کو سب حضرات جانتے ہیں۔ لیکن اس وقت بھی عشاق اور پیروان جماعت اس کی اشاعت کی فراوانی میں جو کچھ ان سے ہو سکتا تھا اس سے گریز نہیں کرتے تھے۔ اور اب جبکہ یہ شہر قصور ضلع لاہور سے شائع ہونے لگا ہے اس کو اس معیار پر لایا جا رہا ہے جس معیار پر یہ صحافتی دنیا میں زیادہ سے زیادہ مقبول و محبوب ہو جائے۔ اس کے مضامین افادی حیثیت سے بھی اور مضمون نگاری کے اصول سے بھی بلند پایہ ہوں اور اہل قلم اور لکھنے والے حضرات اہل سنت وجماعت کے مسلم بزرگ اور صاحب بصیرت لائق مصنف اور ذی علم و تحقیق ہوں۔ اور نظم لکھنے والے بزرگ بھی وہ ہوں جن کا شاعری دنیا میں سکہ رواں ہو اور مشاہیر اور متعارف زمانہ ہوں۔ چنانچہ ہم نے اب تک اس اعتبار سے جو جدوجہد کی ہے وہ بھی سب حضرات کے سامنے ہے۔ اور جو ہم آئندہ کوشش کریں گے اس کا ایک ہلکا سا خاکہ قارئین کے سامنے اس سے پہلے کھینچ آئے ہیں۔ رسالہ کی ترقی اور کامیابی کے لئے صرف ہماری ہی کوششیں اور اشتیاق کافی نہیں بلکہ اس کے لئے قارئین کرام کا تعاون اور ان کی مساعی کی بھی اشد ضرورت ہے کہ وہ اس کو شوق سے خریدیں اور اس کو پڑھیں۔ جب تک وہ اس کو زیر مطالعہ نہیں لائیں گے تب تک ان کے سامنے ہماری کوششیں اور رسالہ کا حسن و جمال واضح اور منکشف نہیں ہو گا۔

مجھے افسوس ہے کہ رسالہ کے خریدار اگرچہ کتنے ہی ہیں لیکن ان میں سے قارئین بہت کم ہیں۔ بعض حضرات جو خدا کے فضل و کرم سے مخیر بھی ہیں وہ اس لئے رسالہ نہیں خریدتے کہ ان کو رسالہ پڑھنے کے لئے فارغ ٹائم نہیں ملتا۔ کیا رسالہ نہ خریدنے کے لئے ان کا یہ عذر معقول ہو سکتا ہے؟ اگر رسالہ خریدنے کا اور پڑھنے کا شوق ہو تو پڑھنے کا

قائم بھی نکل سکتا ہے۔ اور اگر اس جانب توجہ ہی نہ ہو تو پھر رسالہ تو رہا رسالہ پنج وقتہ نماز پڑھنے کے لئے بھی ٹائم نہیں مل سکتا۔ چنانچہ کئی دوست جو نماز نہیں پڑھتے وہ یہی عذر پیش کرتے ہیں کہ کیا کریں اتنی مصروفیت ہے کہ ٹائم بھی نہیں ملتا۔ صاحبو! یہ کام نہ کرنے کے حیلے اور بہانے ہیں۔ ان بہانوں کو ترک کرو اور جو کام کرنے کا ہے اس کو کرو۔ رسالہ کی اشاعت کے لئے ہر شخص کو کوئی مفید قدم اٹھانا چاہیئے۔ جو خریدار ہیں وہ اپنے احباب کے حلقہ سے اور خریدار بنائیں۔ اور جو مخیر حضرات ہیں وہ زکوٰۃ سے پڑھنے والے غریبوں کے نام ایک سال کے لئے رسالہ جاری کروائیں جو حضرت قبلۂ عالم امیر ملت رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خلفاء ہیں وہ اپنے مریدوں کو رسالہ خرید کرنے کا شوق ہی نہ دلائیں بلکہ حکم دیں کہ وہ رسالہ خریدیں۔ آج تک حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ کے خلفاء سے حضرت مولانا حامد حسن صاحب قادری اور جناب مولانا الحاج صوفی کامل منبع رشد و ہدایت ڈاکٹر اللہ دتہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے جانشین صوفی محمد امین صاحب مدظلہ العالی کے سوا رسالہ کی اشاعت میں کسی نے تعاون نہیں فرمایا۔ حالانکہ وہ کونسا شہر اور وہ کون سا علاقہ ہے جہاں کوئی خلیفہ صاحب تشریف فرما نہیں۔ پیران عظام میں مولنٰنا الحاج سیّن الملت عارف نوجوان حضرت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی نے اور ان کے بعد مولنٰنا الحاج رئیس المتکلمین پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی نے رسالہ کی توسیع اشاعت میں جو کردار ادا کیا ہے وہ بے مثال ہے۔ اور آئندہ بھی یہ حضرات اس کی اشاعت کو بڑھانے میں سرگرم عمل ہیں اللہ ان حضرات کے مراتب و مدارج میں علو و رفعت عطا کرے اور ان دونوں حضرات کو فرزند خجستہ عطا فرمائے سب کہو آمین۔ ثم آمین۔

رسالہ کی اشاعت و اعانت کے سلسلہ میں اپنے احباب سے تجارتی اشتہارات مناسب اجرت پر چھپنے کے لئے مہیا کرنا اور اپنے شہروں میں اس کی فروخت کے لئے ایجنسیاں قائم کرنا بڑا مفید اور موثر کام ہے۔ اگر کوئی صاحب ان طریقوں سے رسالہ کی مالی اعانت کر سکنے کی قدرت رکھتے ہوں تو ان کو چاہیئے کہ ان سے دریغ نہ کریں۔ ہمارے یاران طریقت میں بحمد تجب یہ لوگ بکثرت ہیں۔ جو لاکھوں اور کروڑوں روپے کا روزانہ نہیں تو ماہانہ ضرور کام کرتے ہوں گے۔ ان کے نام کے ساتھ سیٹھ یا رئیس کا نام ضرور ہوتا ہے۔ اگر وہ اس طرف التفات فرمائیں تو رسالہ کتنا اونچا جا سکتا ہے۔ افسوس ان تجاویز پر عمل کرنے والے بہت کم ہیں اور جو ہیں وہ احساس کمتری کا شکار ہیں۔ وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم کون ہیں ہماری بات کوئی کب مانتا ہے۔ وہ ان تاثرات کے دباؤ سے خاموش ہو کر بیٹھ رہتے ہیں۔ ہمارے ایسے قارئین بھی ہیں کہ وہ اس کے منتظر ہوتے ہیں کہ کہیں کوئی بہانہ مل جائے اور ہم رسالہ کی خریداری سے جواب دے دیں۔ چنانچہ کسی ماہ کا ان کو رسالہ نہیں ملتا تو بجائے اس کے کہ حسب ہدایت ادارہ کو اسی ماہ میں اطلاع دے کر دوبارہ حاصل کریں خاموش ہو رہتے ہیں۔ جب کئی ماہ گذر جاتے ہیں بلکہ ایک سال ہی پورا ہو جاتا ہے اور ادارہ کی طرف سے آئندہ چندہ ارسال کرنے کی اطلاع دی جاتی ہے تو وہ اس وقت بیدار ہوتے ہیں۔ اور آتش غصہ کی چنگاریاں جھاڑتے ہوئے آخر اس نقرہ پر آکر دم لیتے ہیں کہ ہمارے نام آئندہ رسالہ مت بھیجا جائے تمہارا انتظام ٹھیک نہیں ہے۔ اور بعض تو ایسے ہیں کہ ان کے ذمہ دو سال کا چندہ واجب الادا ہے۔ ان کی خدمت میں سرخ نشان کے ذریعہ اور خطوط لکھ کر کئی دفعہ اطلاع دی کہ مہربانی کر کے خدارا رسالہ کا گذشتہ سال کا بھی اور آئندہ

سال کا بھی چندہ بذریعہ منی آرڈر روانہ کریں۔ لیکن وہ خدا کے بندے ایسے سور ہے ہیں کہ جواب تک نہیں دیتے۔ اور جب وی پی ان کے سر پر آ دھمکتا ہے تو اس وقت آنکھ کھولتے ہیں اور یہ کہہ کر واپس کر دیتے ہیں کہ ہم نے کب کہا تھا کہ ہمارے نام رسالہ جاری کیا جائے۔ ہمارے کسی مہربان نے اگر ہمارے نام رسالہ جاری کر کے غلطی کی ہے تو اس کے ذمہ دار ہم نہیں لہٰذا وی پی واپس جاتے۔ وہ وی پی واپس آ جاتا ہے۔ اس طرح وی پی واپس آ جانے سے ہر ماہ ادارہ کو پندرہ بیس روپے کا خسارہ پڑ رہا تھا۔ اب ہم نے ایسے حضرات کا نام ہی رجسٹر سے کاٹ دیا ہے۔ نہ ہم ان سے یہاں چندہ مانگتے ہیں اور نہ ان کو وی پی کرتے ہیں۔ اب ان سے آخرت میں جا کر مطالبہ کیا جائے گا۔ یہ حضرات وہ ہیں کہ ان کے مشائخ نے اس امید پر ان کے نام رسالہ جاری کر دیا تھا کہ رسالہ وصول کر کے یہ چندہ بھیج دیں گے۔ مگر افسوس ان کے مشائخ نے ان کے حق میں جو ظن کیا تھا یہ اس کے برعکس نکلے۔ خدا ان کو ہدایت دے۔ یہ حضرات چالیس پچاس کے قریب ہوں گے جو رجسٹر سے کٹ گئے ہیں۔ دعا کرو اللہ تعالےٰ ان سے دوگنے تگنے سچے خریدار عطا فرمائے۔

جملہ قارئین کی خدمت میں بارہا واضح کیا گیا ہے اور اب پھر واضح کرتے ہیں کہ جس ماہ میں رسالہ نہیں پہنچا اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم نے دانستہ آپ کی خدمت میں رسالہ نہیں بھیجا۔ رسالہ تو آپ کے نام بڑی احتیاط اور دیکھ بھال سے بھیجا جاتا ہے۔ لیکن راستہ میں یا تو وہ چوری ہو جاتا ہے یا آپ مکان تبدیل کر کے کہیں اور جگہ چلے گئے ہیں۔ یا ڈاکیہ نیا ہے وہ آپ سے متعارف نہیں ہے۔ یا ڈاکیہ نے آپ کا رسالہ کسی کو دے دیا ہے اس نے آپ کو نہیں پہنچایا۔ یا ڈاکیہ نے اس کو تھوڑے داموں پر بیچ کر دال کی ہانڈی بنالی ہے۔ یا راستہ میں اس کی پتہ والی چٹ پھٹ کر اتر گئی ہے اور ڈاک والوں نے وہ رسالہ ہمیں واپس کر دیا ہے۔ اب ہمیں کیا معلوم کہ یہ رسالہ کس کے نام تھا۔ جب تک آپ کی طرف سے ہمیں شکایتی خط نہ پہنچے ہم یہی سمجھتے ہیں کہ رسالہ آپ کو پہنچ گیا ہے۔ رسالہ کا نہ ملنا اور آپ کا اطلاع دے کر دوبارہ رسالہ طلب نہ کرنا یہ ادارہ کا قصور نہیں یہ قصور حضور کا ہی ہے۔ آپ تو بھلا آپ رہے مولٰنا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی کو ستمبر کا رسالہ نہیں پہنچا تھا۔ انہوں نے ایک پوسٹ کارڈ لکھ کر دوبارہ حاصل کیا۔ اب پھر اکتوبر اور نومبر کا نہیں ملا انہوں نے اطلاع دی ہم نے معذرت کے ساتھ دوبارہ ارسال خدمت کر دیا۔ یہ اعتراض کہ رسالہ باقاعدہ نہیں ملتا غلط ہے۔ ہم باقاعدہ بھیجتے ہیں لیکن آپ باقاعدہ وصول نہیں کرتے۔ خدارا بجائے اس کے کہ اپنے اس خالص دینی ادارہ پر کوئی اپنے وہم و گمان سے الزام رکھ کر اس سے کنارہ کش ہو جائیں۔ کیمیا گر کی طرح اپنا ہی قصور تصور کر کے رسالہ سے وابستہ رہیئے۔ آپ لوگ ہی رسالہ کی جان ہیں۔ آپ ہی کے اتفاق اور تعاون سے رسالہ چل سکتا ہے اور یہ دینی ادارہ زندہ رہ سکتا ہے۔ اگر آپ حضرات اس قسم کے حیلے تراش کر کے اس سے ایک ایک کر کے الگ ہوتے چلے گئے تو پھر یہ ادارہ آپ ہی فرمائیں کس طرح اور کب تک زندہ رہ سکتا ہے۔ آؤ سب مل کر اس عہد کی تجدید کریں کہ ہم رسالہ انوار الصوفیہ کے پروانہ ہیں اور ہم اس کو پروانہ وار چاہیں گے اور اس کی ترقی اور کامیابی میں سر مو فرق نہیں آنے دیں گے اور اس کا خریدار بن کر اوروں کو بھی خریدار بنانے کی مؤثر اور کامیاب کوشش کریں گے۔

زکوٰۃ کا مصرف ۔ رجب شریف کا مہینہ آ رہا ہے۔ مخیر حضرات اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کریں گے۔ اسکا صرف

غریب مسکین لوگ ہی ہیں۔ اور ایسے غربا و مساکین جو دینی مدارس میں زیر تعلیم ہیں۔ جنہوں نے اپنی زندگیوں کے لمحات کو دینی علم کے حصول کے لئے وقف کر دیا ہوا ہے زکوٰۃ کا اعلیٰ اور افضل مصرف ہیں۔ ان کے اخراجات عموماً مدرسہ کے ذمہ ہوتے ہیں۔ سال بھر ان کو دو وقت کا کھانا اور صابن۔ تیل۔ حجامت۔ بستر۔ چارپائیاں۔ پارچات۔ علاج اور کتابیں وغیرہ یہ سب اشیاء ان کے لئے زکوٰۃ و صدقات سے پوری کی جاتی ہیں۔ مخیر حضرات زکوٰۃ ادا کرنے کے وقت اپنی اولین فرصت میں زکوٰۃ کا معقول اور معتدبہ حصہ ان غریب طلباء کی حاجت روائی کے لئے دینی مدارس کو حتی المقدور کرکے ارسال کریں۔ علی پور شریف میں اپنا مدرسہ نقشبندیہ ہے اور قصور میں بھی حضرت قبلہ عالم امیر ملت قدس سرہٗ کا جاری کیا ہوا مدرسہ عالیہ نقشبندیہ ہے۔ علی پور شریف کے مدرسہ کے لئے حضرت مولانا الحاج پیر سید اختر حسین شاہ صاحب یا مولانا الحاج پیر سید انور حسین شاہ صاحب مہتمم مدرسہ نقشبندیہ کے نام ارسال کریں۔ اور مدرسہ عالیہ نقشبندیہ قصور کے لئے جس کی سرپرستی حضرت مولانا الحاج معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی فرما رہے ہیں اس ناچیز احقر غلام رسول گوہر مہتمم مدرسہ عالیہ نقشبندیہ قصور کوٹ عثمان خاں کے نام ارسال کریں۔ زکوٰۃ یا مدرسہ کے لئے کسی قسم کی بھی رقم بھیجنے والے کو مدرسہ کی طرف سے چھپی ہوئی رسید ارسال خدمت کی جائے گی۔

رسالہ کے لئے زکوٰۃ فنڈ

زکوٰۃ سے غریب اور نادار طلبا مدارس دینیہ کے نام ایک سال کے لئے رسالہ انوار الصوفیہ جاری کرائیں۔ دفتر میں کئی مدارس کے طلباء کے خطوط موصول ہوئے ہیں کہ ہمارے نام زکوٰۃ فنڈ سے ایک سال کے لئے رسالہ جاری کیا جائے۔ جو صاحب اس فنڈ میں کوئی رقم ارسال کریں گے رسالہ میں ان کا اسم گرامی اور ان کی زکوٰۃ سے جس یا جن کے نام رسالہ جاری کیا جائیگا۔ اس کا یا ان کا اسم گرامی شائع کیا جائے گا۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے ہم جناب حاجی کرم الٰہی صاحب لاہور کا اسم گرامی شائع کرنے کا فخر حاصل کر رہے ہیں۔ انہوں نے مبلغ پچیس روپے اس فنڈ میں بھیجنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ ان کی اس رقم سے پانچ طلبا کے نام رسالہ جاری کیا گیا ہے۔ جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ حافظ امان اللہ صاحب مجددی مدرسہ سعیدیہ ملتان
۲۔ مولوی محمد منشا صاحب تابش مدرسہ فریدیہ قصور
۳۔ مولوی محمد یعقوب صاحب امام مسجد ڈگرا ضلع لاہور
۴۔ حافظ نور محمد صاحب متعلم مدرسہ نقشبندیہ قصور
۵۔ مولوی محمد عبید اللہ متعلم مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف

نوٹ:۔ بقیہ مضامین کا آئندہ اشاعت میں انتظار فرمائیں

بزمِ مدحت سرائی سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم

شاعر انوار الصوفیہ حضرت مولانا
صابر براری ڈرگ روڈ کالونی کراچی

نعت شریف

گاہے صدقے گاہے ہوتی ہے نچھاور چاندنی
صرف دیدارِ نبی رہتی ہے شب بھر چاندنی

نورِ مطلق انورِ حق آیا ہے بن کر چاندنی
آمنہ کے چاند کی پھیلی ہے گھر گھر چاندنی

گوشہ گوشہ شش جہت کا ہے منوّر مرحبا
ہو نہیں سکتی تمہارے رُخ کے ہمسر چاندنی

کفر و ظلمت مٹ گئی اور حق ہویدا ہو گیا
یوں رُخِ شہ سے ہوئی تاباں نکل کر چاندنی

حسرتِ کسبِ ضیائے شمعِ حق میں رات بھر
ماہ و انجم کا لئے پھرتی ہے لشکر چاندنی

تیرے دندانِ مبارک کی تجلّی کیا کہوں
پاتے ہیں انکی چمک سے لعل و گوہر چاندنی

جس کے جسمِ پاک کا سایا نہیں دیکھا کبھی
اس مجسّم نور کی ہے آج گھر گھر چاندنی

سرورِ کونین آئیں گے وہاں جب بے نقاب
کیسی رحمت بار ہو گی روزِ محشر چاندنی

بہرِ استقبال صابرؔ آئے گا رضوان خود
دیکھ کر مدحِ نبی کی میرے رُخ پر چاندنی

بلبل باغ مدینہ حضرت سید محمد مرغوب صاحب
اختر الحامدی حیدرآباد

فریادِ مجسم

قصۂ قرب و اذیت کیا کہوں! کیونکر کہوں
مضطرب دل کی حقیقت کیا کہوں! کیونکر کہوں
ہر سکوں ہے نذرِ کلفت کیا کہوں! کیونکر کہوں
لُٹ گیا سامانِ راحت کیا کہوں! کیونکر کہوں

داستانِ شامِ غربت کیا کہوں! کیونکر کہوں
اے حبیبِ عرش رفعت کیا کہوں؟ کیونکر کہوں

میں گرفتارِ حوادث ہوں کبھی صیدِ الم
مبتلائے دردِ پیہم ہوں کبھی نخچیرِ غم
جاں گسل حالات سے رہتا ہوں اکثر چشم نم
ٹوٹتی رہتی ہے مجھ پر گردشِ دوراں ستم

اپنی رودادِ مصیبت کیا کہوں! کیونکر کہوں
اے حبیبِ عرش رفعت کیا کہوں؟ کیونکر کہوں

ناگہانی آفتیں لحظہ بہ لحظہ ہیں فزوں
مٹ چکا ہے اب کتابِ دل سے عنوانِ سکوں
ہو چکا اک ایک ایوانِ مسرت سرنگوں
زیست کا ہر سانس ہے اب حاملِ سوزِ دروں

دن ہے محشر شب قیامت کیا کہوں! کیونکر کہوں
اے حبیبِ عرش رفعت کیا کہوں؟ کیونکر کہوں

ہر خوشی کے رُخ پہ اب رنج و محن کی گرد ہے
ہر تبسم کی کلی کا غم سے چہرہ زرد ہے

ہر سکوں میں اک پیامِ اضطراب و درد ہے
ہر نفس گویا بجائے خود اک آہِ سرد ہے
لُٹ گئی بزمِ مسرت کیا کہوں! کیونکر کہوں
اے حبیبِ عرش رفعت کیا کہوں؟ کیونکر کہوں

غم سے خالی کوئی بھی ساعت نظر آتی نہیں
یک نفس آرام کی صورت نظر آتی نہیں
کوئی شے دنیا میں جز کلفت نظر آتی نہیں
زندگی میں اب مجھے راحت نظر آتی نہیں
میں ہوں وہ برگشتہ قسمت کیا کہوں! کیونکر کہوں
اے حبیبِ عرش رفعت کیا کہوں؟ کیونکر کہوں

ایک محرومِ کرم محرومِ سایہ ہوں حضور
بخت کا مارا زمانے کا ستایا ہوں حضور
رُوحِ افسردہ شکستہ قلب لایا ہوں حضور
بن کے فریادِ مجسّم در پہ آیا ہوں حضور
آپ پر روشن ہے حالت کیا کہوں! کیونکر کہوں
اے حبیبِ عرش رفعت کیا کہوں؟ کیونکر کہوں

ٹھوکریں کھاتا رہوں آخر کہاں تک دربدر
ہے کوئی پرسانِ غم میرا نہ کوئی چارہ گر
سوئے در ہے اب نگاہِ آرزو آیا ہوں گھر
یا حبیبی یا رسول اللہ برمن یک نظر
اب نہیں کہنے کی طاقت کیا کہوں! کیونکر کہوں
اے حبیبِ عرش رفعت کیا کہوں؟ کیونکر کہوں

نوشۂ بزمِ دنیٰ اسریٰ کے دولہا آپ ہیں
صاحبِ قوسین سلطانِ تدلّیٰ آپ ہیں
والضحیٰ والشمس ہیں یٰسین و طٰہٰ آپ ہیں
نورِ حق ہیں۔ نور سرتاپا ہیں۔ کیا کیا آپ ہیں

مُہر بر لب ہے شریعت کیا کہوں! کیونکر کہوں
اے حبیبِ عرش رفعت کیا کہوں! کیونکر کہوں

حاضرِ در ہے گدائے بابِ رحمت آپ کا
اخترِ مداحِ سلطانِ رسالت آپ کا
خاطی و عاصی ہے ابرِ غرقِ ندامت آپکا
بخش دیجے یہ بہر صورت ہے حضرت آپکا

آپ سے پھر بھی ہے نسبت کیا کہوں! کیونکر کہوں
اے حبیبِ عرش رفعت کیا کہوں؟ کیونکر کہوں

بلبلِ باغِ مدینہ حضرت سید محمد مرغوب صاحب
اختر الحامدی حیدرآباد

مدنی بادشاہ صلی اللہ علیہ وسلم

جنت ملے یہ منہ تو نہ تھا روسیاہ کا
صدقہ حضور ہے یہ تمہاری نگاہ کا

طالب نہیں گدا کسی اعزاز و جاہ کا
اللہ! عشق دے مدنی بادشاہ کا

تو وہ کہ تیرے در کے ہیں دربان جبرئیل
پایا ہے عرش پایا تری بارگاہ کا

ہر ہر قدم پہ کیجئے سجدوں کی بارشیں
کعبہ ہے ہر مقام مدینے کی راہ کا

میں کیا ہوں؟ مجھ سے لاکھوں غلاموں کی ہو نجات
ہو جائے گر حضور اشارہ نگاہ کا

عاصی ہیں زیرِ دامنِ سرکار حشر میں
بادل محیط سر پہ ہے ظلِّ اِلٰہ کا

پڑھتی ہوئی درود جدا جاں ہو جسم سے
دیکھوں کلس جو روضۂ عالم پناہ کا

کہتے ہیں لوگ قادری و حامدی[1] مجھے
اختر ہوں میں گدا رضوی خانقاہ کا

---

[1] آقائے نعمت مرشدی و مولائی حضور مرجع انام سیدنا حجۃ الاسلام علامہ الشاہ حامد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہ خلف اکبر حضور اعلیٰحضرت [illegible] بریلوی قدس سرہ

رئیس الشعراء حضرت مولانا قمرؔ یزدانی صاحب
نیلانہ ضلع سیالکوٹ

زمزمۂ نعت

بیاں ہو کس زباں سے مرتبہ محبوبِ داور کا ۔۔۔ ثنا خواں ہے خدا قرآں میں جس کی ذاتِ اطہر کا
گدائے بینوا ہوں سیدِ لولاک کے در کا ۔۔۔ نہ طالب تاجِ کسریٰ کا ہوں نے تختِ سکندر کا

خدائے کل نے جس کی شان میں والّیل فرمایا ۔۔۔ بیاں پھر مرتبہ کیسے ہو اُس زلفِ معنبر کا
وہی ہے مظہرِ نورِ خدا، وجہِ ظہورِ کُل ۔۔۔ کہ مہر و ماہ میں پرتو ہے جس کے روئے انور کا

مرے تن کو جلائیگی نہ ہرگز آتشِ دوزخ ۔۔۔ اگر مجھ کو عطا کر دیں وہ جام اک موجِ کوثر کا
بسا ہو جس کے دل میں جلوۂ محبوبِ ربّانی ۔۔۔ پریشاں کر نہیں سکتا اُسے پھر خوفِ محشر کا

حبیبِ دو جہاں کی نعت لکھی جا نہیں سکتی ۔۔۔ لیے مدحت قلم جب تک نہ ہو جبریل کے پر کا
عیاں تھی سرورِ کونین کی عظمت شبِ اسریٰ ۔۔۔ تھا پابوسی کا شائق ذرّہ ذرّہ عرشِ اکبر کا

وہ دنیا کی کوئی دولت بھی خاطر میں نہیں لاتا ۔۔۔ جسے حق سے ملا ہو ولولہ عشقِ پیمبر کا
ستاتا ہے مجھے ہر دم خیالِ دوریٔ منزل ۔۔۔ مرے گھر سے ہے کوسوں فاصلہ محبوب کے گھر کا

مرے اشکِ ندامت ہیں قمرؔ بخشش کے دُر دانے
بھرم رہ جائے محشر میں مرے اس دیدۂ تر کا

مداحِ رسول حضرت مولٰنا صاحب
ادیب سیمابی - ملتان

دل عازمِ طیبہ ہے تدبیر نرالی ہے
تدبیر نہیں بلکہ تقدیر نرالی ہے

مہر و مہ و انجم کی کیا تاب ترے آگے
آقا ترے جلوؤں کی تنویر نرالی ہے

والشمس کہیں پایا طٰہٰ کہیں قرآں میں
اُن کے رُخِ تاباں کی تفسیر نرالی ہے

وہ نورِ مجسّم ہیں اُن کے قد و قامت کی
تقدیس انوکھی ہے تطہیر نرالی ہے

ہر بات اک آیت ہے قرآنِ مقدّس کی
اُمّی لقب آقا کی تقریر نرالی ہے

جب دیکھئے ملتا ہے صحرائے مدینہ میں
دیوانۂ احمد کی جاگیر نرالی ہے

ہم سلسلہ رکھتے ہیں آقا تری زلفوں سے
دیوانوں کے پاؤں میں زنجیر نرالی ہے

میں عالمِ رویا میں سَو بار گیا بطحا
یہ خواب ہے وہ جس کی تعبیر نرالی ہے

ہر آیۂ قرآں میں مدحت مرے آقا کی
ہر آیۂ قرآں کی تحریر نرالی ہے

مل جائے اگر لے لو خاکِ کفِ پا ان کی
درماں کے طلبگارو اکسیر نرالی ہے

تکتے ہیں سلاطیں بھی پُر رشک نگاہوں سے
آقا کے غلاموں کی توقیر نرالی ہے

سرکارِ دو عالم کے ہیں مدح سرا ہم بھی
دنیا سے ادیب اپنی تقدیر نرالی ہے

از قلم حقیقت رقم مولانا حضرت
شاہ انصار۔ اورنگ آباد کراچی

نعت

بسمل پہ میرے مرتے دم جو نام خوشگوار آئے
میاں کیا دو نیے عمر رفتہ رفتہ بار بار آئے

چراغ طور روشن ہوگا پھر نظروں کی محفل میں
مری آنکھوں میں کھینچ جذبۂ بے اختیار آئے

نئے جلوے حجابِ قدس سے جب پھوٹ کر نکلے
مشیت در لیل انسانیت کے تاجدار آئے

نجانے کس نظر سے حشر میں دیکھا مجھے شہ نے
کہ غم بھی شگفت فرماتے گنہہ بھی ساز گار آئے

یہ حکم ذاتِ باری تھا کہ زُہد میں بھی واقف ہوں
شبِ معراج : یوں گردش میں شامِ انتظار آئے

تبسم جانِ فطرت ہو، نگاہیں روح خیبت ہوں
گل افشانی کو ایسا تو کوئی رنگیں بہار آئے

حقیقت کیا تھی اس دارِ فنا کی یا رسول اللہ
تمہارے دم قدم سے دور میں لیل و نہار آئے

حبیبِ حق کی یہ خود اختیاری واہ کیا کہنا
جہاں چاہا وہیں بن کر کسی کا رازدار آئے

کرشمے حسن کے گھیرے ہیں یوں سرکار والا کو
کہ جیسے اس جہاں میں عشق کے پروردگار آئے

از رشحاتِ قلم شاعر خوش نوا حضرت مولانا
علامہ مفتی نسیم بستوی مدظلہ بھارت

نعت شریف

مدینہ میں آنسو بہانے چلا ہوں
محبت کے گوہر لٹانے چلا ہوں

درِ پاک سلطان ارض و سما پہ
غمِ زندگانی مٹانے چلا ہوں

رسولِ گرامی کے لطف و کرم سے
کوئی اور دنیا بسانے چلا ہوں

دیارِ مدینہ کا پُرکیف منظر
نگاہوں میں اپنی بسانے چلا ہوں

غلامِ درِ تاجدارِ عرب ہوں
فقیروں کو سلطان بنانے چلا ہوں

بصد شوق عشق حبیبِ خدا میں
متاعِ دل و جاں لٹانے چلا ہوں

جہاں سر خمیدہ ہیں سلطانِ عالم
وہاں اپنے دل کو جھکانے چلا ہوں

مدینہ کی رنگیں بہاروں سے اپنے
دلِ غم زدہ کو ہنسانے چلا ہوں

وہاں کے در و بام کی روشنی میں
نسیم آج میں مسکرانے چلا ہوں

(در شحاتِ قلم شاعرِ خوش نوا حضرت مولنا
نسیم صاحب بستوی مدظلہٗ (بھارت))

حرمِ مصطفےٰ کی بات کرو

رحمتِ کبریا کی بات کرو — عظمتِ مصطفےٰ کی بات کرو
سیرتِ عائشہ پہ ہو قرباں — رفعتِ فاطمہ کی بات کرو
مادرِ پاک حضرتِ حسنین — شمعِ رشد و ہدیٰ کی بات کرو
جس نے عورت کو سربلند کیا — اس رسولِ خدا کی بات کرو
گلشنِ قوم کی بہار ہو تم — راحتِ مصطفےٰ کی بات کرو
یہ نئی روشنی ہے تاریکی — منزلِ پُرضیا کی بات کرو
چھوڑو فیشن وفا شعار بنو — خوئے صبر و رضا کی بات کرو
رات کی جانگداز چھاؤں میں — نورِ بدر الدجےٰ کی بات کرو
جن کی فطرت تھی خدمتِ اسلام — ان کے دستِ سخا کی بات کرو
ایک سجدے میں شب گزاری ہے — جذبۂ فاطمہ کی بات کرو
عورتیں بے حجاب پھرتی ہیں — حرمِ مصطفےٰ کی بات کرو
تم کو زیبا نہیں ہے محفل میں — فخر و ناز و ادا کی بات کرو
عفت و عصمت و حجاب و حیا — حق و صدق و صفا کی بات کرو
عہدِ ماضی کے واقعات پڑھو — منظرِ کربلا کی بات کرو
ام عمارہ جاں نثارِ نبی — رابعہ باصفا کی بات کرو

کارواں کی غلط روش ہے نسیم
دہر کے پیشوا کی بات کرو

رئیس الشعرا حضرت مولانا صاحب
قمر یزدانی - پترانہ ضلع سیالکوٹ

نذرِ عقیدت

بحضورِ شاہِ جماعت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سراج الاولیاء شاہِ جماعت
رئیس الاصفیاء شاہِ جماعت

ہے تجھ سے رونقِ بزمِ ولایت
اے شاہِ ازکیا شاہِ جماعت

تُو نورِ چشمِ سُلطانِ زمن ہے
اے ابنِ المرتضیٰ! شاہِ جماعت

مفیضِ ظلمت و انوار ہے تُو
تُو ہے بحرِ سخا شاہِ جماعت

ہُوا عالم منوّر تیری ضو سے
اے شمعِ اتقا شاہِ جماعت

ترے افضال و لُطفِ بیکراں سے
ملے ہر مُدعا شاہِ جماعت

یہ عالم ترا ممنونِ کرم ہے
ہیں سب تجھ پر فدا شاہِ جماعت

کہ ہے تُو نازشِ اقطابِ عالم
اے تاج الاسخیا شاہِ جماعت

ہدایت تیرے در سے گُمرہوں کو
سدا ملتی ہے یا شاہِ جماعت

ترے در پر جبیں سائی سے حاصل
ہُوا ہر مُدعا شاہِ جماعت

درِ اقدس پہ ہیں خدّام حاضر
انہیں کچھ ہو عطا شاہِ جماعت

قمرؔ مجبور بھی ہے تیرے در کا
گدائے بے نوا شاہِ جماعت

ہے اس کے واسطے تیری محبّت
متاعِ بے بہا، شاہِ جماعت

عزیز الشعراء شاعر حقیقت
عزیز حاصلپوری ۔ ملتان

صدرِ بزمِ دنیٰ

ہوئیں محفلیں منعقد دوسرا کی — صدارت میں اک صدرِ بزمِ دنیٰ کی
ضیا ہے جہاں میں رُخِ مصطفےٰ کی — کہ تفسیر ہے سورۂ والضحےٰ کی
یہ نوری یہ ناری یہ آبی یہ خاکی — پُر انوار کرنیں ہیں مہرِ دنیٰ کی
جہاں تک پہنچ ہے حبیبِ خدا کی — وہاں تک رسائی کہاں ماسوا کی
ترے مدح گو نے خدا کی ثنا کی — کہ تیری ثنا میں ثنا ہے خدا کی
ملیں کلفتیں بھی اُنہیں انتہا کی — ترے دردوالوں پہ رحمت خدا کی
خدا کا محمدؐ ہے تو یا محمدؐ — تری مدح بندوں نے کی بھی تو کیا کی
ثنا خود ترے نام پر ہے نچھاور — تری ذات محتاج کب ہے ثنا کی
تجھے جان کر ہم نے جانا خدا کو — تری معرفت معرفت ہے خدا کی
جہاں کو خدا آشنا کر رہی ہے — خدا آشنائی ترے آشنا کی
تو تھا اوّل الخلق، آخر میں آیا — تجھی سے ہوئی ابتدا انتہا کی
اُجالے زمیں سے ہیں عرشِ بریں تک — مسلّم ترے حُسن کی تابنا کی
مسلّم ہے اقلیم کون و مکاں میں — جہاں سروری "سرورِ انبیا" کی
وہ فخرِ رُسل ہیں وہ سردارِ کُل ہیں — بیاں شان کیا ہو سکے دوسرا کی
ہدایت ہدایت، شفاعت شفاعت — نبی الہدیٰ کی، شفیع الوریٰ کی
زمانے کا وہ پیشوا بن گیا ہے — زمانے میں جس نے تری اقتدا کی

قبولِ خدا ہے، عزیزِ خدائی
اطاعت اُس حبیبِ یگانہ خدا کی

سورۂ بقرہ پ ۱

مدیر مسئول

انوار القرآن

وَاِنْ كُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ

اور اگر ہو تم شک میں اس چیز سے جو ہم نے اتاری اپنے بندے پر تو لے آؤ اس کی مثل سے ایک سورہ اور پکارو تم

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُهَا النَّاسُ

اپنے معبودوں کو سوا اللہ کے اگر تم ہو سچے۔ پس اگر تم نے نہ کیا اور ہرگز تم نہیں کرو گے تو بچو تم آگ سے جس کا ایندھن لوگ

وَالْحِجَارَةُ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِیْنَ

اور پتھر ہیں جو تیار کی گئی ہے واسطے کافروں کے

گزشتہ آیات میں ثابت کیا گیا تھا کہ اللہ ہی سب جہانوں کا رب اور مالک ہے اور بیشک وہی واحد اور خالق ہے۔ اس کی کوئی ضد اور ند نہیں۔ اس کے بعد ان آیات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا اثبات اور جو شبہ منکرین نبوت کو قرآن پاک کے معجز ہونے میں تھا اس کا ازالہ کیا ہے۔ یعنی ثابت کیا ہے کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں۔ جیسا کہ وہ کہتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اثبات تو اس طرح ہوا کہ آپ پر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن پاک اتاری۔ جیسا کہ مِمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا سے مفہوم ہوتا ہے۔ اور جس شخص پر اللہ اپنی کتاب نازل فرمائیں وہ رسول ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ لوگ اس کتاب کے من جانب اللہ ہونے میں شک کرتے تھے اور ان کا زعم تھا کہ یہ کتاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے بنائی ہے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کہہ رہا ہے کہ ہم نے یہ کتاب

اپنے برگزیدہ بندے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری۔ اگر تم کو ہماری اس کتاب میں جس کو ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا ہے شک ہے اور تم کو اس کے من جانب اللہ ہونے میں کلام ہے تو پھر یہ کتاب معجز نہیں ہو سکتی اور تم سے اس کا مقابلہ کرنا ممکن ہے۔ اور اگر تم اس کے معارضہ سے عاجز آ جاؤ اور ایک سورۃ بھی اس جیسی بنا کر نہ لا سکو اگرچہ تم اپنے تمام جھوٹے خداؤں کو اپنی مدد کے واسطے پکارو تو ثابت ہوا کہ یہ معجز ہے۔ اور جو کتاب معجز ہو وہ اللہ ہی کی کتاب ہو سکتی ہے۔ اس کے غیر کی نہیں اور جو اللہ کی کتاب لانے والا ہو وہ اللہ کا رسول ہی ہو سکتا ہے نہ کوئی غیر۔ پس ثابت ہوا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور قرآن پاک اللہ کی کتاب ہے۔ اب بھی اگر تم ایمان لا کر جہنم کی آگ سے اپنے آپ کو نہ بچاؤ تو اس سے بڑھ کر کیا بدبختی ہو سکتی ہے۔

مفسرین نے لکھا ہے کہ فَاْتُوْا کے معنے ہیں پس تم لاؤ۔ صیغہ امر کا تعجیز کے واسطے ہے۔ جس کا مطلب

یہ ہے کہ جس کام کے کرنے سے مخاطبین قطعی طور پر عاجز ہوں اس کام کے کرنے کا حکم دینا۔ تاکہ سب پر یہ راز عیاں ہو جائے کہ یہ لوگ اس کام کے کرنے سے عاجز ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ان کو قرآن کی ایک سورۃ جیسی سورۃ لانے کا حکم نہ کرتا تو قرآن شریف کا معجز ہونا کس طرح ثابت ہو سکتا۔ جب وہ اس امر کے بعد اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز آ گئے اور اس گروہ کے لوگ ابد الآباد تک عاجز رہیں گے تو ثابت ہو گیا کہ قرآن شریف معجز ہے۔ اور اس کے معجز ہونے کے اسباب وجوہات یہ ہیں۔

۱۔ جس طرح اس کی لمبی کلام میں فصاحت وبلاغت ہے اسی طرح اس کی چھوٹی کلام میں بھی فصاحت و بلاغت ہے۔

۲۔ کبھی ایک قصہ کو طویل اور لمبی کلام میں بیان کرتا ہے اور پھر اسی قصہ کو چھوٹی کلام میں بیان کرتا ہے اور مقصود میں خلل نہیں آتا۔

۳۔ قرآن کے جملہ اسلوب کلام کے اسلوب اور اس کے دوران اشعار اور خطب ورسائل کے اوزان سے جدا ہیں۔ یہاں تک کہ ولید ابن مغیرہ قرآن کی صفت بیان کرنے میں یہ کہنے پر مجبور ہو گیا کہ خدا کی قسم ہے اس میں مٹھاس ہے۔ اور اس کا ظاہر چمکدار ہے اور اس کی جڑھ بہت دودگی ہے اور اس کا اوپر بار آور ہے۔

عبدنا میں جس کے معنے ہمارے بندے کے ہیں اضافت تشریف کی ہے۔ جس کا مطلب مضاف الیہ کی شرافت کی وجہ سے مضاف کی شرافت کا اظہار ہوتا ہے۔ جب اللہ نے حضور نبی اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کو اپنا بندہ فرما دیا تو اس سے آپ کو بہت بڑی شرافت اور بزرگی عطا ہو گئی کہ آپ وہ ہیں جن کو رب العالمین نے اپنا بندہ کہہ کر اپنی پاک کتاب میں یاد فرمایا ہے۔ اور لفظ کا بندہ ہونا وہ بزرگی ہے جس کے سامنے تمام بزرگیاں ہیچ ہیں۔ اسی لئے کلمہ شہادت میں آپ کی رسالت پر آپ کی عبدیت کو مقدم رکھا ہے۔ سورۃ سورہ قرآن پاک کے ٹکڑے کو کہتے ہیں جس کا اوّل بھی معلوم ہو اور آخر بھی۔ اور بعض نے کہا ہے کہ سورۃ بلند مرتبہ کو کہتے ہیں۔ شہر کی فصیل کو سور البلد اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ وہ شہر سے اونچی ہوتی ہے۔ اور قرآن کے ٹکڑے کا نام سورہ اس لئے رکھا ہے کہ اس کا قاری بلند مرتبہ پاتا ہے۔ یہاں تک کہ جب وہ قرآن کی تمام سورتوں کی تلاوت سے فارغ ہو جاتا ہے تو اس کے مرتبوں کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ من مثلہ کے بعد جو ضمیرہٖ کی ہے اس کا مرجع مما نزلنا ہے۔ یعنے یہ قرآن شریف کی طرف پھرتی ہے۔ مطلب یہ کہ تم کوئی ایسی صورت بناؤ جو قرآن کی سورۃ کی شکل ہو۔ بعض نے یہ کہا ہے کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے میں شک ہے تو تم قرآن کو ایسے شخص سے لے آؤ جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی مثل ہو۔ یعنی نہ تو اس نے کسی سے پڑھنا سیکھا ہو اور نہ لکھنا اور نہ ہی اس نے علماء کی مجالس کو اختیار کیا۔ اور نہ ان سے علم پڑھا ہو۔ اگرچہ یہ دوسری توجیہ بھی صحیح ہے لیکن اوجہ اور اولیٰ یہی ہے کہ ضمیر قرآن شریف کی طرف پھیری جائے تاکہ ان باقی آیات کے ساتھ اس آیت کی مطابقت ہو جائے جو تحدی کے متعلق قرآن شریف میں نازل ہوئی ہیں کیونکہ ان تمام آیات میں ضمیر قرآن شریف کی طرف پھرتی ہے۔ اور اس لئے بھی قرآن شریف کی طرف اس ضمیر کا پھرنا اولیٰ ہے کہ ان لوگوں کا شک منزل کے متعلق تھا۔ منزل علیہ کے متعلق نہیں تھا۔ وادعوا شهداءكم من دون الله (اور تم پکارو اپنے گواہوں کو جو اللہ کے سوا ہیں) اس کا مطلب یہ ہے کہ

قرآن جیسی ایک سورۃ بنانے میں تم اپنے خداؤں کو جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو مدد کے لئے بلا لو۔ تاکہ تم کو معلوم ہو جائے کہ ہم تو ہم ہوئے ہمارے خدا بھی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی کتاب کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور تم کو معلوم ہو جائے کہ ہم سب باطل پر ہیں۔ ان کنتم صادقین یعنی اگر تم اس بات میں سچے ہو کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو اپنی طرف سے بنایا ہے۔ یہ جملہ شرطیہ ہے۔ جزا اس کی محذوف ہے اس۔ لئے کہ اس کا ماقبل اس بات پر دلالت کرتا ہے اور وہ ہے فاتوا بسورۃ من مثلہ۔

فان لم تفعلوا ولن تفعلوا۔ اور اگر تم نے مقابلہ نہ کیا اور آئندہ ہرگز ہرگز تم کبھی بھی نہیں کر سکو گے۔ مطلب یہ ہے کہ قرآن پاک کا مقابلہ جس طرح تم سے ماضی میں نہیں ہوا اسی طرح مستقبل میں بھی نہیں ہو سکے گا۔ یہ بات ان کو اس لئے کہی گئی کہ وہ قرآن کا مقابلہ کرتے ہیں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں۔ اور جو کوششیں اور تدبیریں بروئے کار لا سکتے ہیں لا کر کے دیکھ لیں۔ لیکن آج تک ایسی کسی سے ممکن نہ ہو سکا کہ وہ قرآن کے معارضہ سے عہدہ برآ ہوں حالانکہ انہوں نے اور کئی طریقوں سے اسلام دشمنی کا ثبوت دیا ہے۔ اگر ان سے ایک سورۃ کے ساتھ معارضہ کرنا ممکن ہوتا تو بھلا آج تک۔ وہ یونہی خاموش ہو کر بیٹھے رہتے۔

فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ۔ پس ڈرو تم اس آگ سے جس کا ایندھن لوگ اور پتھر ہیں۔ آگ سے ڈرنے یا بچنے کا یہی ایک طریقہ ہے کہ اپنی ضد اور مخالفت کو چھوڑ کر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول اور قرآن پاک کو اللہ کی کتاب مانیں۔ دوزخ کی آگ کا ایندھن دنیا کی آگ کے برخلاف بنی آدم اور پتھر ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کا قول ہے اس میں گندھک کا پتھر ڈالا جائے گا۔ اس لئے کہ اس میں آگ بہت جلد اثر کرتی ہے اور لوگوں سے مراد کفار و مشرکین اور منافقین ہیں۔ جو ہمیشہ آگ میں جلتے رہیں گے۔ اُعِدَّتْ لِلْکَافِرِیْنَ۔ جو کافروں کے واسطے تیار کی گئی ہے۔ یعنی جہنم کی آگ اصل میں کافروں کے واسطے ہے۔ ایسا نیکوکاروں کے واسطے جنت ہے۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ جنت اور نار اللہ تعالے کی مستقل مخلوق ہے۔ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ جنت کا ذکر اعمال صالحہ کی ترغیب اور نار کا ذکر اعمال سیئہ کی ترہیب کے واسطے ہے اس میں ان کا رد صریح ہے۔

نذیر احمد حافظ

نعت شریف

خدایا دکھا دے بہارِ مدینہ
کروں میں دل و جاں نثارِ مدینہ

سنہری وہ جالی مقدس نظارے
وہ ہے گنبد زر نگارِ مدینہ

اشارے سے جس نے قمر کو ہے پھاڑا
وہ مختارِ کل تاجدارِ مدینہ

خدا انکو دیتا ہے وہ یا نگتے ہیں
ادھر بھی نظر شہسوارِ مدینہ

مشرف مجھے کر زیارت سے انکی
کہ مدت سے ہوں میں بیمارِ مدینہ

مدینہ کی جانب جو قسمت لیجائے
تو جی بھر کے دیکھوں بہارِ مدینہ

نگاہوں کو ہوتی ہے معراج حاصل
نظر آ گئے جب منارِ مدینہ

میں گلزار ایسی نہیں چاہتا ہوں
نہ ہو جس میں خوشبوئے یارِ مدینہ

ہے رحمت برستی وہاں پر ہمیشہ
جہاں پر نبی ہے مزارِ مدینہ

ہو تعریف کیوں نہ مبارک شہر کی
ہیں جنت سے برتر دیارِ مدینہ

یہ حافظ بھی ہے گنہگار رضایت
ہے ہر وقت شائق دیدارِ مدینہ

مدیر مسئول

بے علم واعظین

قوم کو گمراہی کی طرف لے جا رہے ہیں، ان سے بچو

آجکل کے بعض پیشہ ور واعظ جنہوں نے تمام ذرائع معاش کو ترک کر کے وعظ ہی کو روزی کمانے کا ذریعہ بنایا ہے عوام کی اس محبت سے جو ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے نا جائز فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ان کے سامنے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ان روایات کا ذکر کرنے کی بجائے جو مستند اور معتبر اور صحیح ہیں۔ غلط اور ضعیف اور موضوع روایات کا ایک بے پناہ سلسلہ چھیڑ دیتے ہیں۔ عوام تو صرف یہ دیکھتے ہیں کہ یہ بات مولانا صاحب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بڑی عمدہ اور اچھی بیان کی ہے۔ وہ نعرہ بازی سے داد تحسین دیتے ہیں اور خوب خاطر تواضع کرتے ہیں ان کو بھلا کیا معلوم کہ انہوں نے جو باتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بیان کی ہیں ان کی کوئی اصل نہیں۔ اور جن باتوں کو ان دنیا کے طالبوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت یا شان یا مدح یا نعت یا تعریف کے عنوان سے بیان کیا ہے اس میں اگر علم کی روشنی میں تامل کیا جائے تو معلوم ہوگا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان نہیں بلکہ توہین وتنقیص شان ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے حدیثوں کو وضع کیا۔ اور اپنی طرف سے کوئی بات بنا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث کے عنوان سے بیان کر دی تاکہ لوگ ان کی بات کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بات جان کر بے دھڑک قبول کریں۔ یہ لوگ صحیح اور اصل روایات کو بیان کرنے سے اس لئے گریز کرتے ہیں کہ وہ غلو اور مبالغہ سے خالی ہیں۔ یا اس لئے گریز کرتے ہیں کہ ان کا مبلغ علم ہی موضوعات تک ہے۔ کتب حدیث وسیر جو محققین کے درمیان متداول ہیں اور قابل اخذ و وثوق ہیں۔ انہوں نے درساً وسبقاً پڑھی نہیں ہیں۔ ان کے مواعظ کی بنیاد عموماً اردو وعظ کی کتابوں یا سنی سنائی باتوں پر ہے جن کا ان کے پاس کوئی ثبوت نہیں۔ یہ لوگ اپنے تخیلات ونظریات باطلہ لوگوں کے دلوں میں اتارنے کے لئے کئی اسلوب اور رنگا رنگ کے ڈھب اختیار کرتے ہیں۔ اس میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے شعر خوانی سے بھی مدد لی جاتی ہے۔ اس سے لوگ اس قدر متاثر ہوتے ہیں کہ ان کی چشم بصیرت کھرے کھوٹے کے مابین امتیاز کرنے سے قاصر ہو جاتی ہے۔ جھوٹی اور من گھڑت بنائی ہوئی حدیثوں کو بیان کرنے اور سننے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی شدت سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا ہے من کذب علی متعمداً فلیتبوأ مقعدہٗ من النار۔ جس کسی

نے میرے اوپر جھوٹ باندھا پس چاہیئے کہ وہ اپنا ٹھکانا نار میں بنائے۔

مقامِ غور ہے جب کسی پر جھوٹ باندھنا جائز نہیں تو پیغمبر علیہ السلام پر جھوٹ باندھنا، افترا کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ ہر دور اور ہر زمانے میں واضعین نے اپنے مفاد کو پیشِ نظر رکھ کر نئی نئی حدیثیں وضع کی ہیں۔ جس طرح حدیثوں کا وضع کرنا گناہ کبیرہ ہے اور اس کے لئے سخت وعیدات آئی ہیں اسی طرح قرآن شریف کے مطالب مفاہیم صحابہ کرام کی راہ سے ہٹ کر اصول شرعیہ سے چشم پوشی کر کے اپنے خیال سے بیان کرنا جس کو تفسیر بالرا کہا گیا ہے سخت ممنوع ہے۔ ہمارے واعظین میں موضوع اور غلط سلط روایات بیان کرنے کے علاوہ ایک مرض یہ بھی ہے کہ وہ قرآن کی تفسیر بالرائے کرنے لگے ہیں اور خدا سے اور اس کے غضب سے نہیں ڈرتے۔

اس تمہید کے بعد عرض مسئلہ ولادت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کرنی ہے اور کہ بعض واعظین جو علم سے کورے اور خالی ہیں وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کا ہی انکار کر جاتے ہیں۔ حالانکہ آپ کی ولادت کا مسئلہ ادلہ و براہین کا محتاج نہیں۔ کیونکہ یہ مسئلہ اظہر من الشمس اور بدیہی ہے۔ مگر کیا کریں کہ ہمارے اس دورِ پُرفتن میں کہ علم و علماء کی کمی ہوتی جا رہی ہے۔ جو جید اور فاضل محقق علماء ہیں وہ رخصت ہوتے جا رہے ہیں اور جو باقی ہیں وہ تیاریوں میں ہیں۔ اور ہر سال جو ہمارے مدارس سے فارغ ہو کر نکلتے ہیں ان میں بھی اکثریت واعظین کی ہے۔ فاضلین بہت کم ہیں ہمارے بعض واعظین نے اس کا ہی انکار کر دیا گویا انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شانِ عظیم کو اس سے بھی عظیم سمجھا کہ آپ کسی سے پیدا ہوں اور آپ کے پیدا ہونے کو آپ

کی تنقیص شان قرار دیا۔ اور یہ بات کسی مخالف گروہ کی طرف منسوب کر کے اس کے رد میں چار گھنٹہ کے وعظ کو صرف کر دیا۔ اور حاضرین سے خوب داد تحسین لی اور چلتے بنے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کسی نے بھی یہ نہ جانا کہ کیا کہہ گیا ہے اور اس نے کتنا دھوکا دیا ہے۔ ایک میرے دوست ایک جگہ سے ایسے ہی کسی واعظ کا وعظ سن کر آئے کہنے لگے کہ اس نے تو کمال ہی کر دیا۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس نے بڑی تعریف کی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت کے موضوع پر گوہر افشانی فرما رہے تھے۔ اس ضمن میں فرمایا کہ قرآن پاک میں آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین آیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے پاس اللہ کا نور آیا اور کتاب مبین۔ جاءکم کے معنی آ گئے ہیں یعنی تمہارے پاس نور آیا کس کی طرف سے؟ خود ہی جواب دیتے ہیں اللہ کی طرف سے۔ اس سے آگے یوں فرماتے ہیں کہ ہمارے قرآن میں کہیں یہ نہیں آیا کہ آپ تم میں پیدا ہوئے۔ تو مطلب آں واعظ کا یہی ہوا کہ آپ پیدا نہیں ہوئے۔ کیونکہ پیدا ہونا تو بشر کا کام ہے نہ کہ نور کا اور آپ تو نور ہیں۔ بشر نہیں۔ برا ہو جہالت کا جس نے ہزاروں کو ورطۂ ضلالت میں غرق کر کے ہی دم لیا۔ حالانکہ آپ بشر بھی ہیں۔ جس طرح کہ آپ نور ہیں۔ آپ کی بشریت کا انکار انکارِ رسالت کو مستلزم ہے۔ کیونکہ علم کلام میں رسول کی تعریف میں لکھا ہے والرسول انسان بعثہ اللہ تعالیٰ الی الخلق لتبلیغ الاحکام۔ شرح عقائد للنسفی صلا رسول وہ انسان ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے احکام الٰہی کی تبلیغ کے لئے بھیجا ہے۔ اور بہت سی آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ نے انسانوں کی طرف انسان رسول بھیجے ہیں۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی بشریت کا انکار کردیا جائے تو تمام ان نصوص کا انکار لازم آتا ہے جن سے آپ کی بشریت ثابت ہوتی ہے۔ ہاں آپ کی بشریت اور دیگر انسانوں کی بشریت کے درمیان بون بعید ہے۔ آپ کی بشریت عین نور اور دیگر انسانوں کی بشریت رنگارنگ کی کدورتوں، کثافتوں اور ظلمتوں کی حامل۔ آپ کے حق میں یہ کہنا کہ ہم بھی بشر آپ بھی بشر ہم میں اور آپ میں کوئی فرق نہیں۔ یہ کلمہ نہایت نامنہ اور نازیبا بلکہ کفر ہے۔ باقی رہ گئی یہ بات کہ آپ کی ولادت منبع سعادت ہوئی یہ ایک حقیقت بدیہہ ہے جس کا انکار وہی کرے گا جو جہالت میں رسول الساقلین کے مقام میں حیران متذبذب ہے۔ آپ کا ہر سال اہل سنت وجماعت اور محبین وعاشقین کا یوم میلاد منانا اور ہزاروں نہیں لاکھوں روپے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت اور آپ کی ولادت کی مسرت وخوشی میں بے دریغ خرچ کردینا آپ کی ولادت کی دلیل نہیں تو اور کیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اپنا میلاد بیان فرمایا۔ آپ کی والدہ نے آپ کے دادا بزرگوار نے اس زمانہ کے مورخین اور عالم لوگوں نے اس کثرت سے بیان فرمایا ہے کہ دنیا میں کسی انسان کی ولادت کے احوال کو اس کثرت کے ساتھ بیان نہیں کیا گیا۔

ایک واعظ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل بیان کرنے کے ضمن میں یہ بیان کیا کہ خدا بولتا نہیں۔ اگر بولتا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان سے بولتا۔ اس نے "خدا بولتا نہیں" کے فقرہ کا تین چار دفعہ تکرار کیا اور حاضرین محفل سے بھی کہا کہ کہو تم "خدا بولتا نہیں"۔ اس کے پیچھے لگ کر سب نے کہا "خدا بولتا نہیں"۔ اس قول پر اس نے کسی شاعر پنجابی کی نعت سے کیا۔ حاضرین مجلس نے اس کے انداز بیان سے متاثر ہو کر فلک شگاف نعرے بھی لگائے۔

علم کی روشنی میں اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ کیا یہ صحیح ہے کہ خدا بولتا نہیں۔ جب آپ غور کریں گے تو آپ پر یہ بات واضح اور روشن ہو جائے گی کہ وہ بولتا ہے۔ جیسا کہ شرح عقائد نسفی میں مصرح ہے والدلیل علی ثبوت الکلام اجماع الامۃ وتواتر النقل عن الانبیاء علیہم السلام انہ تعالیٰ متکلم۔ مع القطع باستحالۃ التکلم من غیر ثبوت صفۃ الکلام والتکوین والکلام ص۲۲۔ مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام کرنے اور بولنے پر امت کا اجماع ہے اور نقل تواتر کے ساتھ جملہ انبیاء سے بھی ثابت ہے کہ وہ بولتا ہے۔ اور اس کے بولنے سے ثابت ہوا کہ صفت کلام اس کے لئے ثابت ہے کیونکہ اگر صفت کلام ثابت نہ ہو تو بولنا محال ہے۔ قرآن شریف میں ہے منھم من کلم اللہ ان میں سے بعض رسولوں نے اللہ سے کلام کیا۔ اس سے بھی ثابت ہوا کہ وہ بولتا ہے اگر وہ بولتا نہیں تو بعض رسولوں کے اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے کا کیا معنیٰ۔ تو ثابت ہوا کہ کلام اللہ کی صفت ہے جو قرآن حدیث اور انبیاء علیہم السلام کی نقل تواتر اور امت کے اجماع اور عقلی دلائل و براہین سے ثابت ہے اس کا انکار کرنا کفر ہے۔ اب جناب جس واعظ نے یہ کہا کہ خدا بولتا نہیں اور لوگوں سے بھی کہلوایا اور اس پر نعرے لگائے ان کا ایمان کہاں رہ گیا۔ اسی قسم کے اور بھی کئی مسائل ہیں جو اس قسم کے واعظین بغیر دلیل اور اصل کے غلط بیان کرتے ہیں اور لوگوں کو اپنے ترنم اور شعر وشاعری کے سحر سے مسحور کر کے ان سے اپنی لغویات و بیہودہ بلکہ کفریات پر بھی داد لیتے ہیں۔ خود تو گمراہ ہوتے ہی تھے لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔ خدا ایسے واعظین سے محفوظ رکھے۔ آمین

(لسان الحسان، ملک الشعراء حضرت علامہ شاہ ضیا القادری بدایونی مدظلہٗ)

راہی ہوئے بہشت بریں کو ہزار حیف ، بزم جہاں سے آج محمد حسین شاہ
نورِ نگاہِ پیر جماعت علی تھے آپ ، تھے آپ شیخ کامل و اکمل خدا گواہ
تھے نقشبندیوں کے عظیم الشرف بزرگ ، بے مثل تھے جہاں میں باندازِ نگاہ
بعدِ وصال خدا ان کی مغفرت کرے ، مثل جہاں جناں میں بھی نازاں ہو عز و جاہ

سالِ وصال کہیئے ضیا آنجناب کی ،
جنت نصیب میر محمد حسین شاہ

(شاعرِ معرفت الحاج صوفی مسعود احمد رہبر چشتی کشمیری ضیائی کراچی)

گئے خلد میں ہم سے ہو کر وہ رخصت ، تھی جن کی مسلّم زمانہ میں عظمت
جدائی قیامت سے کیا کم ہے ان کی ، وہ وجہ سکوں تھے وہ تھے دل کی راحت
سنائیں کسے حال دل اپنا اپنا ، ہیں صرف الم آج اہلِ عقیدت
کہو عیسوی سن میں تاریخ رہبرؔ ، گیا مہرِ تاباں امیرِ شریعت

۱۹۶۱ء

(حضرت محترم سید مختار احمد صاحب اجمیری مدظلہٗ صدر بزم ضیا کراچی)

جماعت علی شاہ کے راحت جاں ÷ ہُوئے آہ صد حیف نظروں سے پنہاں
یہاں اُن کے خدّام محوِ الم ہیں ÷ وہ قصرِ جناں میں ہیں جنّت بداماں
ہُوئی فکر تاریخ رحلت جو مجھکو ÷ ہُوا غیب سے بالیقیں اس کا ساماں
صدا آئی ہاتف کی مختار لکھئے
امیرِ شریعت گیا پاک داماں
۱۳ ھ ۸۱

(شاعرِ انوار الصوفیہ حضرت صابر براری صاحب مدظلہٗ)

خُلد آشیاں ہیں آج محمد حسین شاہ ، ہر اہلِ حق کے لب پہ ہے آوازِ آہ ! آہ !
چمکے "سراجِ ملت و دیں" جن کے مہر و ماہ ، ہر راہبر نے پائی ہے جلوؤں سے انکے راہ
تھے عالمانِ دین میں وہ صاحبِ کمال ، تھا ہند و پاک میں انھیں حاصل وقار و جاہ
تھی طرہ امتیاز کا حق گوئی آپ کی ، کرتے تھے اس ادا پہ مخالف بھی واہ واہ
روشن تھا چہرہ آپ کا بعد از وصال بھی ، ظاہر تھی جبیں سے شانِ ولایت خُدا گواہ
صابر سنِ وصال یہ کہتے ہیں جنتی ،
کہیئے ، گُلِ شگفتہ محمد حسین شاہ
۱۳ ھ ۸۱

دیگر

ہر لب پہ نالہ بزمِ الم میں ہے بین کا ، ہر دل میں ایک ولولہ ہے شور و شین کا
مغموم سب مُرید ہیں محزوں ہیں سب عزیز ، ساماں اس انجمن میں ہو کیا زیب و زین کا
غفراں مآب ہے لب زاہد پہ سالِ وصل ، لکھ شامِ غم ہے سالِ محمد حسین کا
۱۳۷۴ + ۷ = ۱۳۸۱ھ ۸۱ ۱۳ھ
صابر نہیں شریک مگر دل میں ہے خیال
چہلم ہے آج پیر محمد حسین کا

(ناصر الاسلام الحاج مولانا سید محمد عبد السلام قادری باندوی)

مستخرجہ سنہ ۱۳۸۱ھ

کیوں کریں ان کے مرنے پہ ہم شور و شین ؛ وہ تو مرقد میں زندہ ہیں با امن و چین
دارِ فانی سے وہ دارِ باقی میں گئے ؛ اب علی پور سے خلد با زیب و زین
زیب سجادہ شاہ جماعت علی ؛ ان کے لختِ اور جو تھے نورِ عین
گرچہ فرقت کا صدمہ ہے دل میں مزور ؛ ہے یہ آنکھوں کا پردہ مگر بین بین

سن رحلت میں لکھا گیا اے سلام
خلد میں نام سید محمد حسین

۱۳۸۱ھ

دیگر

درماندہ سینوں کے لئے تھے جو دستگیر ؛ ہر اک جماعتی کی جماعت کے تھے جو میر
شیخ طریق سلسلۂ شاہِ نقشبند ؛ حامیٔ سُنّت نبوی پیر بے نظیر
سجادہ نشین شاہِ علی پور نامدار ؛ آلِ شہہ جماعت علی ہیں جو تھے کبیر

واصل بحق ہوئے سن رحلت لکھو سلام
شہہ جنتی مقام محمد حسین پیر

۱۳۸۱ھ

(محترم کلیم صاحب جماعتی۔ دکنی)

بالقائے موت العالم موت العالم

۱۳۸۱ھ

آہ عالیجہ مفتی اعظم سید محمد حسین رح

۱۹۶۱ء

حسب صفت باغ علی پور

۱۹۶۱ء

(کلیم صاحب جماعتی، دکنی سیالکوٹی)

خوشا جنت نشاں باغِ علی پور ، تری عظمت کا قائل اک جہاں ہے
عجم سے تا عرب ہر اہلِ باطن ، تری توصیف میں رطب اللساں ہے
ترا فیضانِ عالم آشکارا ، سخاوت میں تو بحرِ بیکراں ہے
تھی جس کی دید حاصل زندگی کا وہ اک چشمِ تصور میں نہاں ہے
حریمِ دل میں لیکن جلوہ فرما بصد جاہ و جلال و عز و شاں ہے
یہیں مخدومِ ملت شاہِ خادم ، بآغوشِ پدر راحت کناں ہے
جو کل تک زینتِ سجادہ گہ تھا وہ اب فردوس کی جانب رواں ہے
سراج الملت والدین یعنی ، ہُوا وہ بھی نگاہوں سے نہاں ہے
کہیں کس سے کہ کیا گزری ہے دل پر نہ مونس ہے نہ کوئی رازداں ہے
دکھائیں داغہائے سینہ کس کو یہ دل اپنا غموں کا اک جہاں ہے
بنا وہ صدرِ بزمِ اہلِ اقبال جو بیشک فخرِ ابنائے زماں ہے
عطا ہو زندگی خضر یا رب کہ سجادہ نشین اعظم جواں ہے
ثمرور ہو نہالِ زندگانی ، یہی تو ایک جانِ گلستاں ہے
رہے ہوتی مشامِ جاں معطر زمانہ اس دعا میں ہمزباں ہے
نکل آئے سنِ مسند نشینی ، "کہو شہ واعظِ شیریں بیاں ہے"
رہے آباد یا رب تا قیامت یہی ہم غم زدوں کا آستاں ہے

کلیم اس کے سوا اپنا جہاں میں
اگر ہے تو خدائے مہرباں ہے

بتقریب چہلم شریف

۱۸۔ نومبر ۱۹۶۱ء ۔ ۱۳۸۱ھ

منقبت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ

مولانا سید محمد عبد السلام القادری

حضرت مولانا سید محمد عبد السلام صاحب مدظلہ العالی نے یہ منقبت مولانا سردار احمد صاحب کے مدرسہ میں حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سالانہ عرس شریف کے جلسہ بمقام لائلپور پڑھکر سنائی ، اور رسالہ انوار الصوفیہ میں برائے اشاعت ارسال فرمائی۔ آپ کی یہ رسالہ نوازی ہے ۔ ادارہ انجاب کا خلوصِ قلب سے شکریہ ادا کرتا ہے ۔ اور متوقع ہے کہ آپ آئندہ بھی اسی طرح نوازشات فرماتے رہیں گے (مدیر)

امت میں رسولِ معظم کے سردار امام اعظم ہیں
تنظیمِ امام و جماعت کے معمار امام اعظم ہیں

مقبولِ خدائے جن و بشر محبوبِ نبی شافعِ محشر
حسنین کے بھی منظورِ نظر سرکار امام اعظم ہیں

دنیداری میں دینداروں کے لئے ہر دینی امور میں رہبر ہیں
اور نظم فقہ کے حدیث کے بھی مختار امام اعظم ہیں

الجھے ہوئے مسئلے سلجھائے حل عقدۂ لاینحل بھی کئے
دُرہائے مقالِ نبوی کے دُربار امام اعظم ہیں

ہیں آپ مسلمانوں کے امام، فرماتے ہیں خود ہی خیر انام
اخیار امام اعظم ہیں، ابرار امام اعظم ہیں

جو ہو نہ امامت پہ مائل کیا ہوگا جماعت کا حاصل
بیکار جماعت بندی میں اغیار امام اعظم ہیں

ہے ایک ہی شخص امامت پہ حاوی جو ساری جماعت پر
تقلید کے شخصی سرتاپا اسرار امام اعظم ہیں

احناف میں لائلپوریوں کے سردار احمد ہیں اپنے امام
سردار پہ رکھ کر کہتے ہیں، جو سردار امام اعظم ہیں

وہ مقتدا اور ہم مقتدی ہیں وہ امام ہم ان کے جماعتی ہیں
ہم راہ رو وہ ہیں راہ نما رہوار امام اعظم ہیں

ظلمت کدۂ دنیا میں سلام بھٹکے ہوئے لوگوں کے ہیں امام
تاریکی میں ہر سو پھیلے ہوئے انوار امام اعظم ہیں

برادر محترم سلام مسنون!

حضرت صاحبزادہ صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی وفات حسرت آیات پر میں صاحبزادہ اختر حسین صاحب کو تعزیت کا خط لکھنا چاہتا تھا لیکن لکھا نہیں گیا۔ دراصل میں کس سے کیا تعزیت کروں تعزیت تو مجھے اپنی ذات سے کرنی چاہیئے جس کا شفیق بزرگ اٹھ گیا ہے۔ حضرت کا جو کرم میرے حال پر تھا اسے بیان کرنے کے لئے ایک دفتر چاہیئے۔ ہجرت کے بعد زمانے نے نظریں پھیر لیں لیکن حضرت کی نگاہوں میں میرے لئے اب بھی وہی شفقت و محبت تھی جو اس زمانے میں ہوا کرتی تھی جب کہ میں اور آپ علی پور پڑھا کرتے تھے۔ پچھلے دنوں جب حضرت پنڈی تشریف لائے تو میں اپنے دوست مرزا محمد دین صاحب جماعتی کی معیت میں سٹیشن پر استقبال کے لئے گیا۔

ارادت مندوں کا بے پناہ ہجوم تھا۔ لیکن جب میں ملا تو آپ سب کو بھول گئے۔ جتنے پھول عقیدت مندوں نے پیش کئے تھے سب اٹھا کر میری جھولی میں ڈال دیئے۔ قیام گاہ پر گھنٹوں باتیں ہوئیں۔ اوئے مظہر! کے پیارے لفظ سے خطاب فرماتے رہے۔ آج دنیا میں کوئی نہیں جو مجھے اوئے مظہر! کہہ کر پکارے۔ مرزا محمد دین صاحب نے کہہ دیا کہ حضور! حافظ صاحب بہت عمدہ نعتیں لکھ رہے ہیں۔ فرمایا سناؤ۔ میں نے وہی نظمیں سنائیں جو انوار الصوفیہ میں شائع ہو چکی ہے۔ سنتے وقت چہرہ مسرت سے تاباں تھا اور نگاہیں میرے چہرے پر مرکوز تھیں۔ نظمیں ختم ہوئی تو مسکراتے ہوئے فرمایا۔ بھئی! تو تو بہت اچھا شاعر بن گیا ہے۔ میرے نہ ملنے کا شکوہ بھی کیا اور ساتھ ہی فرمایا کہ اب تو بڑا آدمی ہو گیا ہے۔ میں نے برجستہ عرض کیا۔

حلقۂ پیر مغانم ز ازل در گوش است
ما ہماں ئیم کہ بودیم و ہماں خواہد بود

مختصر یہ کہ دل پریشان ہے اور روح سوگوار، زمانے سے کہو میرے غم میں شرکت کرے۔

والسلام۔ سوگوار مظہر الدین راولپنڈی

تبصرہ

فردوسِ عقیدت } مصنفہ شاعر انوار الصوفیہ صابر براری صاحب۔ ناشر از ہر بک ڈپو متصل جامع مسجد آرام باغ کراچی۔ قیمت آٹھ آنہ (پچاس نئے پیسے)

یہ مبارک اور نورانی کتاب ۶۴ صفحات پر مشتمل ہے ٹائیٹل پیج رنگین۔ خوبصورت بلاک پر چھپا ہے۔ طباعت و کتابت نفیس ہے۔

"فردوسِ عقیدت" کتنا خوبصورت اور دلکش نام ہے اسی طرح یہ ساری کتاب از اول تا آخر حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعوت و صفات کا بڑا ہی حسین و خوشنما مرقع ہے ایک ایک شعر وجد آفرین، باعث صد تحسین ہے۔ سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کا کوئی شعر اصولِ شریعت کے خلاف نہیں شاعر نے اس خوبی سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی غلامی اور عشق و محبت کا اظہار کیا ہے کہ کہیں بھی آداب شریعت کے دامن میں الجھاؤ نہیں پیدا ہوا۔ گویا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے دیوانے نے دربار رسالت میں اپنی تڑپ کا منظر کچھ اس انداز سے پیش کیا ہے کہ آداب رسالت اور عظمت نبوت کی حفاظت کی ذمہ داری سے سر مو ادھر ادھر نہیں ہونے پایا۔ میلاد کی محفلوں میں فردوس عقیدت کا پڑھنا موجب برکات و کرامات ہوگا۔ جو ہدیہ انہوں نے مقرر کیا ہے یہ تو بہت قلیل ہے ورنہ عشاق کی نظر میں تو اس کا ہدیہ ساری دنیا کو لٹا دیا جائے تو پھر بھی کم ہے۔ آخر میں دعا کرتا ہوں کہ رب العزت جناب صابر صاحب کو اس گوہر سنجی اور شکر ریزی کا صلہ عطا فرمائے آمین۔

(مدیر)

حافظ مظہر الدین راولپنڈی

نوحۂ غم

بروفات قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین استاذی حضرت صاحبزادہ محمد حسین صاحب نور اللہ مرقدہٗ

باعثِ تسکینِ دل، آرامِ جاں جاتا رہا
کارواں! خوں رو کہ میرِ کارواں جاتا رہا

جانشینِ حضرتِ شاہِ جماعتؒ اٹھ گیا
افتخارِ ملتِ روحانیاں جاتا رہا

کاش فرصت دے زمانہ سوگواروں کیلئے
چارہ ساز و مونسِ بیچارگاں جاتا رہا

روح مضطر ہے کہ روحِ عاشقی مرجھا گئی
دل پریشاں ہے کہ دل کا ترجماں جاتا رہا

جب وہ آیا تو محبت کے دبستاں کھل گئے
وہ گیا تو سوز و سازِ عاشقاں جاتا رہا

مدح خوانِ سرورِ کونین کو نیند آگئی
عزت و شانِ حرم کا پاسباں جاتا رہا

جس کے دامانِ نظر میں تھے مجددؒ کے فیوض
وہ جہانِ معرفت کا رازداں جاتا رہا

اہلِ دل کو عشق کے اسرار سمجھائے گا کون؟
سعدیؒ و عطارؒ کا حسنِ بیاں جاتا رہا

ہمسرِ رومیؒ و رازیؒ و غزالیؒ چل بسا
خوش نوایانِ ازل کا ہمزباں جاتا رہا

اس کے جانے سے نشاطِ روح رخصت ہو گئی
اس کی رحلت سے نشاط آگیں سماں جاتا رہا

میری بزمِ شوق کی رعنائیاں گم ہو گئیں
وائے قسمت، میری منزل کا نشاں جاتا رہا

پھر وہ جلوے لے کے آئے گا حریمِ ناز سے
پھر وہ اختر بن کے چمکے گا نئے انداز سے

مولٰنا حافظ عبدالحمید صاحب
خطیب سنٹر کیمبل پور

مختصر تذکرہ

زبدۃ العارفین، قدوۃ السالکین، منبع رشد و ہدایت جامع کمالات صوری و معنوی زیب آرائے مسندِ طریقت سراج الملت مولٰنا الحاج پیر سید محمد حسین شاہ صاحب قدس سرہٗ علی پوری

آپ حضرت شہنشاہِ ولایت غوث وقت حضرت امیر ملت مولٰنا الحاج پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے فرزندِ اکبر ہیں۔ آپ مورخہ ۲۰ اپریل ۱۸۹۱ء مطابق، شوال المکرم ۱۳۰۸ھ بوقت طلوع فجر ۴ بجے شکمِ مادر سے اس جہانِ رنگ و بو اور عالم آب و گِل میں متولد ہوئے۔ اس وقت مسرت و خوشی کے ترانے گلستانِ جماعت میں ہر طرف گائے جانے لگے۔ ہاتفِ غیبی نے کہا یہ صاحبزادہ اپنے وقت کا پیر کامل اور بے مثال مرد ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسا کہا گیا تھا۔ آپ کا بچپن نہایت پاکیزہ اور شگفتہ تھا۔ بڑے سنجیدہ اور متین نظر آتے تھے۔ بیہودہ اور لایعنی کھیلوں سے دور رہتے۔ والدین کی صحبت میں اکثر وقت گذارتے اور ان کی خدمت میں بڑے خوش رہتے۔ ماں صاحبہ جو حکم فرمائیں اس کی تعمیل میں دوڑ پڑتے۔ عام بچوں کی طرح آپ ضد نہیں کرتے تھے غلیظ اور میلے لباس کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ آپ کی ولادت کے ساتویں روز آپ کے والد ماجد مولٰنا الحاج حضرت امیر ملت قیوم زمان پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قدس سرہٗ نے آپ کا نام محمد حسین رکھا۔ سر کے بال اتروائے گئے فقراء اور مساکین میں صدقہ خیرات کیا گیا اور دو بکرے ذبح کر کے آپ کا عقیقہ کیا۔ جب آپ پانچ سال کے ہو گئے تو آپ کی تعلیم کا سلسلہ شروع ہوا۔ قرآن آپ نے حافظ شہاب الدین علی پوری سے حفظ کیا اور اردو کی تعلیم آپ نے پرائمری سکول علی پور شریف میں اور پھر مڈل سکول قلعہ سوبھا سنگھ میں حاصل کی۔ مڈل پاس کر کے آپ نے جناب مولٰنا عبدالرشید صاحب قریشی صدیقی علی پوری سے فارسی اور صرف و نحو کی ابتدائی کتابیں پڑھیں۔ پھر آپ نے امرتسر میں جناب مولٰنا نور احمد صاحب سے تلمذ کیا اور بہت اونچے درجہ کی کتابیں آپ نے ان سے پڑھیں۔ حضرت مولٰنا آپ کو بڑی توجہ سے پڑھاتے تھے اور آپ کی ذہانت و فطانت کی تعریف کرتے تھے پھر آپ حدیث کا دورہ اور چند دیگر کتابیں پڑھنے کے لئے دہلی مدرسہ امینیہ میں داخل ہوئے۔ جملہ علوم و فنون کی آپ نے وہاں تکمیل کی۔ اس وقت وہاں محدث مولٰنا محمد کفایت اللہ صاحب پڑھایا کرتے تھے۔ جب آپ کا امتحان لیا گیا تو آپ اعلیٰ نمبروں کے ساتھ کامیاب ہو گئے۔ تمام فارغ التحصیل طلبہ کی دستار بندی کے وقت جب آپ کی باری آئی تو پگڑیاں ختم ہو گئیں۔ مولانا محمود الحسن صاحب شیخ الہند نے جو اس وقت دستار بندی کر رہے تھے اپنے سر سے پگڑی اتار کر آپ کے سر پر رکھ دی۔ جس پر جملہ

متعلقین کو بے حد رشک آیا۔ شیخ الہند صاحب نے فرمایا ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء

مولنا ضیاء الحق۔ مولنا عبد الغفور صاحب۔ مولنا نور احمد صاحب امرتسری۔ مولنا محمد کفایت اللہ صاحب۔ ڈپٹی نذیر احمد صاحب دہلوی۔ مولنا مشتاق احمد صاحب انبیٹھوی۔ مولنا ماجد علی صاحب فتح پوری۔ مولنا حکیم محمد سلیم صاحب لاہوری آپ کے اساتذہ کرام سے ہیں۔ تعلیم سے فارغ ہو کر آپ نے حضرت امیر ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت طریقت کی۔ اسی زمانہ میں حضور قبلہ عالم نے اشاعت تصوف کے لئے ماہنامہ انوار الصوفیہ جاری فرمایا یہ رسالہ پاک و ہند میں پہلا رسالہ ہے جو علم تصوف کے گلشن کی آبیاری کے لئے لاہور سے جاری کیا گیا۔ اب یہ اپنی عمر کی باون ۵۲ بہار میں قصور سے زیر ادارت مولنا غلام رسول صاحب گوہر شائع ہو رہا ہے۔ اس میں اولیاء کرام کی سوانح حیات کے علاوہ طریقت وحقیقت کے انمول موتی درج ہوتے ہیں۔ جملہ یاران طریقت کو چاہیئے کہ وہ اس رسالہ کے فیض بے بہا سے سیراب ہوں

۱۹۰۴ء میں بائیس سال کی عمر میں آپ کی شادی حضرت پیر سید نجابت علی شاہ صاحب حضور قبلہ عالم کے برادر کلاں کی دختر نیک اختر سے ہوئی۔ انہیں ایام میں علی پور شریف میں مدرسہ نقشبندیہ کی بنیاد رکھی گئی۔ آپ اس کے مہتمم ہو گئے۔ آپ علاوہ اہتمام مدرسہ کے طلباء کو مختلف علوم وفنون کی کتابیں بھی پڑھایا کرتے۔ کتابیں پڑھانے میں جو آپ کو مہارت تھی وہ بیان نہیں ہو سکتی۔ بڑے بڑے مشکل اور گہرے مقام آپ چند منٹوں میں حل کر دیتے تھے یہ خاکسار اور مولنا غلام رسول صاحب گوہر اور مولوی محمد عالم اور مولنا رسول شاہ صاحب وغیرہ آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔ جب آپ کی مکمل سوانح عمری لکھی جائے گی تو وہاں آپ کے اساتذہ کے ساتھ آپ کے تلامذہ کو بھی دکھایا جائے گا آپ کے دو صاحبزادے ہیں۔ سب سے بڑے حضرت مولنا الحاج پیر سید اختر حسین شاہ صاحب مدظلہٗ اور دوسرے مولنا الحاج پیر سید انور حسین شاہ صاحب مدظلہٗ العالی دونوں ہی قرآن شریف کے حافظ اور عالم فاضل اور عابد وزاہد اور مرتاض ہیں۔

یوم وصال ۱۶ اکتوبر ۱۹۶۱ء مطابق ۳۱ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ بروز پیر قریباً ساڑھے پانچ بجے ۷۹ سال ۶ ماہ ۱۲ یوم کی عمر میں آپ نے انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

روئداد چہلم شریف

حضرت سراج الملت علی پوری قدس سرہٗ

۱۸ نومبر بروز ہفتہ علی پور شریف میں زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین۔ استاذ العلماء فخر الفضلاء مولنا الحاج سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب علی پوری قدس سرہٗ کا ختم چہلم شریف ہوا۔ پاکستان کے طول وعرض سے ہزاروں کی تعداد میں عقیدت مندوں اور یاران طریقت نے حاضر ہو کر ارادت وعقیدت اور اخلاص ومحبت کا ثبوت دیا۔ علی پور شریف کی نورانی اور نورافشاں گلیاں چہل پہل اور رونق میں سالانہ عرس شریف کا منظر پیش کر رہی تھیں۔ زائرین کی سہولت کے لئے مٹھائی کی دکانیں اور چائے کے ہوٹل بھی تھے۔ مدینہ طیبہ سے حضرت مولنا الحاج بخشی مصطفےٰ علی خاں صاحب مہاجر مدینہ بھی جو حضرت قبلہ عالم امیر ملت قدس سرہٗ العزیز کے خلفاء سے ہیں۔ تشریف لائے ہوئے تھے۔ کراچی سے مولنا حامد حسن صاحب

نادری اور دیگر یاران طریقت بکثرت آئے ہوئے تھے جدھر دیکھو دور دور تک حضرت قدس سرہٗ کے عقیدتمندوں کا ہجوم دریا کی طرح ٹھاٹھیں مارتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ حضرت مولٰنا الحاج حضرت شمس الملت مدظلہ العالی سجادہ نشین ثانی اور علامہ حضرت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب اور مولٰنا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب اور مولٰنا الحاج پیر سید نذر حسین شاہ صاحب اور مولٰنا الحاج پیر سید انور حسین شاہ صاحب اور مولٰنا الحاج پیر سید شبیر حسین شاہ صاحب ودیگر صاحبزادگان مدظلہم العالی زائرین اور مہمانوں کی مہمان نوازی میں مصروف نظر آتے تھے۔ رات کو بعد از نماز مغرب قریباً سات بجے حویلی میں جلسہ شروع ہوا۔ جلسہ گاہ میں عرس شریف کی طرح خوبصورت اسٹیج بنا ہوا تھا۔ شمالی ضلع پر پردے لگے ہوئے تھے۔ سردی سے حفاظت کے لئے تمام پنڈال پر شامیانہ کا سایہ تھا۔ لاؤڈ سپیکر نصب تھا۔ مستورات حویلی کے حجروں میں باپردہ اور آرام سے بیٹھی تھیں۔ حویلی اِدھر سے اُدھر تک کھچا کھچ بھری ہوئی تھی تِل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ سٹیج پر مولٰنا الحاج شمس الملت اور حضرت مولٰنا الحاج پیر محمد صدیق صاحب اور مولٰنا پیر معصوم بادشاہ صاحب چوراہی مدظلہم العالی اور جملہ صاحبزادگان علی پوری اور حضرت قبلۂ عالم امیر ملت قدس سرہٗ کے اعاظم خلفاء اور علماء کرام اور مشائخ عظام تشریف فرما تھے۔ صاحب صدر کی اجازت سے جناب حافظ قاری عبداللطیف صاحب منشی فاضل سیالکوٹی نے خوش لہجہ میں قرآن شریف کی تلاوت کی۔ بعد ازاں ایک نعت شریف پڑھی۔ اس کے بعد مولٰنا الحاج ابن سراج الملت علامہ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب مدظلہٗ مائیکروفون کے سامنے فلک شگاف نعروں کی گونج میں تشریف لائے۔ آپ نے

فرمایا میں اس وقت وعظ کرنے کے لئے نہیں کھڑا ہوا بلکہ ایک حقیقت جو اس وقت کے مناسب ہے بیان کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ حضرت والد صاحب کے انتقال کے بعد تیسرے دن جب آپ کے قل شریف ہوئے تو سینکڑوں یاروں اور دوستوں کی موجودگی میں میرے محترم و بزرگ عموی صاحب (پیر سید نور حسین شاہ صاحب) نے اپنے سر سے دستار مبارک اتار کر میرے سر پر رکھدی۔ یہ آپ کی شفقت اور محبت تھی۔ ورنہ اصل حقیقت یہ ہے کہ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد میرے لئے اور آپ سب کے لئے سجادہ نشینی کے لئے آپ سے زیادہ کوئی سزاوار اور لائق نہیں ہے۔ آپ میرے عم بزرگوار ہیں۔ آپ کے ظل عاطفت کے ہوتے ہوئے ہرگز یہ تصور نہیں کر سکتا کہ میرے سر سے ظل عاطفت پدری اٹھ گیا ہے اس لئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے العم صنو الاب چچا باپ ہی کی شاخ ہے یا اس کے مشابہ۔ اگر والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ بظاہر تشریف لے گئے تو ان کے قائم مقام میرے سر کو ڈھانکنے کے لئے میرے عم بزرگوار موجود ہیں خدا ان کی صحت کو قائم رکھے اور ان کی عمر کو دراز کرے آمین۔ اس وقت اس اسٹیج پر حضرت عموی صاحب مدظلہ العالی کے سر اقدس پر دستار بندی ہوگی اور آپ کو ہماری تربیت اور رہنمائی کے لئے سجادہ نشین تسلیم کیا جائے گا اور آپ کی دستار بندی کے واجب اور ضروری ہونے پر میں آپ حضرات کی خدمت میں چند دلائل و براہین پیش کروں گا جو ناقابل تردید ہیں اور جن کے سامنے ہر وہ شخص جس کو عقل و دانش سے کچھ حصہ ملا ہے سر تسلیم خم کرے گا۔

پہلی دلیل یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من لم یوقر کبیرنا ومن لم یرحم صغیرنا فلیس منا۔

یہ حدیث بہت صحیح اور قوی ہے جو اکثر صحاح کی کتابوں میں موجود ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے ہمارے بزرگ کی تعظیم نہ کی وہ ہم سے نہیں ہے قیامت میں وہ ہمارے جھنڈے کے نیچے کھڑا نہیں ہوگا۔ اور جس شخص نے ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کیا وہ بھی ہمارے جھنڈے کے نیچے کھڑا نہیں ہوگا۔ میرے عم بزرگوار نے قل شریف کے دن اپنی دستار مبارک اتار کر جو میرے سر پر رکھی یہ انہوں نے میرے اوپر رحم کیا اور شفقت و محبت کا سلوک کیا کیونکہ میں چھوٹا تھا۔ وہ اپنا یہ فرض ادا کر کے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جھنڈے کے تلے کھڑے ہونے کے قابل ہو گئے۔ اب میرا یہ فرض ہے کہ میں آپ کی بزرگی کو تسلیم کرتے ہوئے آپ کی سجادہ نشینی کا اقرار کروں اور آپ کے سامنے زمین خدمت کو بوسہ دے کر جبین عقیدت کو خم کر دوں تاکہ مجھ کو بھی قیامت کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جھنڈے تلے جگہ مل جائے۔

دوسری دلیل۔ آپ نے قل شریف والے دن اپنی دستار مبارک اتار کر جب میرے سر پہ رکھ دی تو میرا سر جھک گیا اور آپ کا سر ننگا ہو گیا۔ حاضرین کو مخاطب کرتے ہوئے ان سے پوچھا بتاؤ جس کے سر پہ دستار ہو اس کو دستار کی ضرورت ہے یا جس کا سر ننگا ہو۔ اس پر ہم سب نے بآواز بلند کہا جس کا سر ننگا ہو۔ آپ نے فرمایا بس فیصلہ ہو گیا کہ اس وقت سجادہ نشینی کی دستار فضیلت آپ کے لئے ہو گی۔

تیسری دلیل۔ آپ نے فرمایا چچا کے ہوتے ہوئے پوتا دادے کی وراثت کا حقدار نہیں ہوتا۔ اس لئے بھی آپ کی موجودگی میں میں حضرت قبلۂ عالم امیر ملت رضی اللہ تعالٰی عنہ کی دستار خلافت کا حقدار نہیں ہو سکتا۔ اس کے حقدار آپ ہی ہیں۔ اس کے بعد آپ نے ضمناً فرمایا کہ خدا کا فضل ہے اور حضرت امیر ملت رضی اللہ تعالٰی عنہ کا تصرف ہے کہ ہمارے خاندان میں اتحاد و اتفاق ہے۔ اور ہم اپنے میں بلحاظ عمر اور علم و فضائل کے جو بزرگ ہے اس کو باتفاق برضا و خوشی سے حق خلافت اور سجادہ نشینی سونپ رہے ہیں اور جو ہم میں بزرگ ہے وہ ہم کو اس کا اہل قرار دے رہا ہے اور لینے سے گریز کرتا ہے۔ ورنہ اس مسئلہ پر اور کئی گدیوں میں جھگڑے ہوئے اور مقدمہ بازیاں ہوئیں۔ آپ نے فرمایا یہ جھگڑے کیوں ہوئے اس لئے کہ گدیوں اور سجادہ نشینیوں کو وہ حصول دنیا اور جلب منفعت کا ذریعہ سمجھتے ہیں اور جو اس منصب کا اصل مقصد ہے اس سے وہ غافل ہیں۔ روضۂ قیومیہ میں دیکھا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ سرہندی فرماتے ہیں سلسلہ قادریہ کے بزرگوں نے مجھے جبہ پہنایا جو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے منتقل ہوتا چلا آ رہا تھا تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ میں اس کے بوجھ تلے زمین میں دھنسا چلا جا رہا ہوں۔ وہ بوجھ در اصل کپڑے کا نہیں تھا وہ اس کی ذمہ داری کا تھا اور آج تو اس کو بڑا ہلکا سمجھتے ہیں اور خلافت لینے کی بڑی کوشش کرتے ہیں اور جب خلافت ملتی ہے تو پھولے نہیں سماتے۔ حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا قول ہے کہ پیر کامل وہ ہے کہ جب کوئی شخص اس کے پاس مرید ہونے کے لئے آئے تو وہ یوں سمجھے کہ میرے سامنے شیر ببر آیا ہے۔ یعنی اس کو خوف ہوتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی اصلاح کا ذمہ لیتے ہوئے میں اس سے عہدہ برآ نہ ہو سکوں اور قیامت کے دن مجھے اس کا جواب دہ ہونا پڑے۔ نیز آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو پیر کسی شخص کو مرید کر کے یہ خیال کرے کہ میری آمدنی میں اضافہ ہو گیا تو وہ پیر مردود ہو گیا۔ خلافتوں اور

سجادہ نشینوں پر جو جھگڑے ہوتے ہیں وہ محض اس لئے ہوتے ہیں کہ وہ ان ذمہ داریوں کو سمجھتے نہیں وہ اس کو دنیا کمانے کا ذریعہ اور نفس پروری کا بہت بڑا بہانہ خیال کرتے ہیں - الحمد للہ اللہ تعالے نے ہم کو اس قسم کے تصور سے پاک رکھا ہے - میں نے تیس سال سے یاران طریقت کی خدمت کا بیڑا اٹھایا ہے - میرے لئے یہی باعث فخر ہے کہ آپ حضرات مجھ سے خدمت لیں - میں حضرت صاحب اول اور ثانی کا بھی غلام تھا - اور اب میں ان حضرت صاحب کا بھی تازیست خادم اور غلام رہوں گا -

آپ نے فرمایا بھائی ایک دلیل مجھے اور یاد آگئی ہے وہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا الفاطمہ بضعۃ منی - فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے - اسی طرح حضرت علوی صاحب میرے قبلہ وکعبہ حضرت امیر ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسم کے حصہ ہیں - آپ نے قرآن شریف کی وہ آیت جس میں امانت کا ذکر ہے پڑھی کہ ہم نے امانت کو زمین و آسمان اور پہاڑوں پر پیش کیا تو سب نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا آخر انسان نے اس کو اٹھایا - وہ امانت کیا ہے یہی بار خلافت جس کو اٹھانے سے زمینوں آسمانوں اور پہاڑوں نے انکار کر دیا - اور انسان نے اس کو اٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ ظالم اور جاہل تھا - بھائیو میں نے کہا ہے کہ میں آپ سب یاروں کا خادم ہوں لیکن یہ تو بتاؤ کہ تم مجھ سے خدمت لینے کے لئے یہاں آیا بھی کرو گے یا نہیں ؟ سب نے کہا ضرور آیا کریں گے - آپ کی تقریر کے بعد حضرت پیر معصوم بادشاہ صاحب چوراہی اور حضرت پیر محمد صدیق صاحب چوراہی نے حضرت مولانا الحاج شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب کے سر مبارک پر اپنے ہاتھوں سے دستار بندی کی اور آپ کی سجادہ نشینی کا اعلان فرمایا - بعد ازاں حضرت صاحب پیر معصوم بادشاہ صاحب نے خلافت کے موضوع پر ایک موثر اور جامع تقریر فرمائی کہ حاضرین عش عش کر اٹھے - پھر حضرت مولانا الحاج پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب نے بھی اسی موضوع پر تقریر دلپذیر کی - بعد ازاں حضرت مولانا الحاج علامہ محمد یعقوب صاحب سیالکوٹی نے مختصر مگر جامع تقریر کی — بعد ازاں حضرت الحاج مولانا سید محمود شاہ صاحب گجراتی نے نہایت موثر اور ولولہ انگیز تقریر کی - اس کے بعد چند نعتیں پڑھی گئیں اور پھر سلام پڑھا گیا اور پھر ختم شریف پڑھ کر جناب سراج الملت کی روح پر فتوح کو حضرت صاحب چورہ شریف والوں نے ایصال ثواب کیا -

یاران ملتان نے ایک دستار اور مبلغ /۱۵۲ روپے کی تھیلی پیش کی اور مائی صاحبہ بوبرجی کا زنانہ ریشمی جوڑا اور مبلغ -/۲۵ روپے پیش کئے - پھر یہ مبارک مجلس رات کے قریباً دو بجے برخاست ہوئی -

○

محترم بندہ ایڈیٹر صاحب انوار الصوفیہ دام لطفکم

السلام علیکم - حضرت قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال بحق ہونے کی خبر مقامی اخبار رہنما میں دیکھ کر میرے قلب پر سخت صدمہ ہوا - میری آنکھوں نے خون رویا اور جگر سے ایک آہ جاں سوز نکلی - فوراً میرے درد دل نے تاریخ رحلت کہی جو بغرض اشاعت آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں - اللہ جل شانہ حضرت مغفور کو اپنے کرم بے پایاں اپنے دیدار کی نعمت سے سرفراز فرمائے آمین

ہدایت علی خاں مندوزائی
نقشبندی جماعتی - حیدرآباد

قطعہ تاریخ بر صفحہ ۳۶ ملاحظہ فرمائیں -

قطعہ تاریخ وفات حسرت آیات حضرت محمد حسین شاہ صاحب قبلہ نقشبندی جانشین حضرت امیر ملت پیر و مرشد پیر جماعت علی شاہ صاحب جنت آشیاں

منگل کا دن چھٹی تھی جمادی الاولین — آئی قیامت ایسی کہ اللہ کی پناہ
نورِ نگاہِ پیر جماعت علی کی موت — ایسی ہوئی دلوں سے مریدوں کے نکلی آہ
دل دوز سانحہ یہ اچانک جو ہو گیا — رونے لگے عزیز و غلامانِ بارگاہ
سالِ وصال کلکِ ہدایت نے یہ لکھا
اب پائے دارِ خلد محمد حسین شاہ
۱۳ ھ ۸۱

انہیں جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرما کر لواحقین و متعلقین و متوسلین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ہمیں ان کا نعم البدل دے بحرمۃ سید المرسلین۔ قطعہ تاریخ ارسال ہے۔

خلد آشیاں ہیں آج محمد حسین شاہ — ہر اہلِ حق کے لب پہ ہے آواز آہ آہ
چمکے سراجِ ملت و دیں بن کے مہر و ماہ — ہر سالکِ رہ نے پائی ہے جلوؤں سے ان کے راہ
تھے عالمانِ دین میں وہ صاحبِ کمال — تھا ہند و پاک میں انہیں حاصل وقار و جاہ
تھی طرۂ امتیاز کا حق گوئی آپ کی — کرتے تھے اس ادا پہ مخالف بھی واہ واہ
صابرؔ صدائے غیب سے تاریخ یہ ملی
جنت نصیب میر محمد حسین شاہ
۱۳ ھ ۸۱

○

اخی المکرم مولانا گوہر صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کل مکتوب گرامی شرف صدور لایا۔ آہ ماہنامہ انوار الصوفیہ کے سرپرست حضرت سراج الملت علی پوری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال پُر ملال کی خبر پڑھ کر صدمۂ عظیم پہنچا۔ ابھی حضرت مولانا امام الدین صاحب قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے غم سے اہلسنت اشکبار ہی تھے کہ مزید روح فرسا خبر سنی۔ ۵، ۶ سال قبل کراچی میں استاذی المحترم مولانا شاہ ضیاء القادری مدظلہ کے زیر اہتمام منعقدہ جلسہ میں صدر جلسہ حضرت پیر صاحب علیہ الرحمۃ سے اول بار نیاز حاصل ہوا۔ اور یہ جان کر کہ فقیر مفتیٔ اعظم ہند مولانا شاہ مصطفٰے رضا خاں صاحب دامت برکاتہم کا کفش بردار ہے حضرت قبلہ نے بڑی مسرت کا اظہار فرما کر اپنی بے پناہ محبت سے نوازا تھا۔ آہ کسے معلوم تھا کہ یہ اول ملاقات ہی آخری زیارت ثابت ہو گی۔ آپکی جدائی دنیائے اہلسنت کے لئے سانحہ عظیم ہے۔ اللہ تعالٰے

○

برادر محترم۔ فاضل معظم۔ حضرت مولانا المحترم علامہ غلام رسول صاحب گوہر دامت فیوضہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

چند دن ہوئے سیدی و مرشدی مولائی و ملجائی سراج الملت رہنمائے اہلسنت عظیم البرکت حضرت علامہ سید پیر محمد حسین شاہ صاحب کی خبر وفات حسرت آیات سنی جس نے جسم کو لرزا دیا اور روح کو تڑپا دیا۔ آنکھوں سے اشکباری شروع ہو گئی۔ دل بہت مضطرب اور پریشان ہوا۔ حکم مولیٰ از ہمہ اولیٰ کے ماتحت دربار خداوندی میں سر خم کر دیا۔ زبان سے دعائیں اور دل سے آمین کی التجائیں ہونے لگیں کہ اے مولا کریم اس مقدس ہستی کو اپنے خاص سے خاص اور اعلٰے سے اعلٰے رحمتوں اور برکتوں اور انوار و فیوضات سے معمور فرمانا اور اپنی مخصوص جوار میں جگہ مرحمت فرمانا۔ اے مولا کریم ہمیں اس مقدس ہستی کے بارے میں عموماً اور ورثائے کرام کو خصوصاً صبر جمیل عطا فرمانا اور آپ کے نقش قدم پر

چلنے کی توفیق عطا فرمانا اور اس مقدس ہستی کو ہمارے لئے نزع میں قبر اور حشر میں وسیلہ مغفرت فرمانا۔ حضرات اقدس دامت فیوضہم کو یہ وہ صدمہ عظیم پہنچا ہے جس کا اندمال مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ تمام عالم اسلام اس خبر وحشت اثر سے متاثر ہی نہیں بلکہ نیم موتی کی طرح دم توڑنے لگا ہے موت العالِم موت العالَم اس پر ناطق ہے۔ یہ وہ نورانی چراغ تھا جو اپنے انوار و تجلیات سے تمام جہان کو روشن کر رہا تھا۔ اگرچہ وصال شریف کے بعد بھی اپنے فیوضات سے منور رکھے گا تاہم ہماری ظاہری نگاہوں سے یہ روشن چراغ برزخ کبریٰ کی چہار دیواری میں محفوظ ہو گیا جس کے دیدار سے ہماری یہ ظاہری آنکھیں بظاہر محروم ہو گئی ہیں۔ ابھی اعلیٰحضرت عظیم البرکت قطب زماں غوث دوراں امیر الملت سید پیر جماعت علی شاہ صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کی جدائی تڑپا رہی تھی اور خون کے آنسو رلا رہی تھی کہ اچانک یہ خبر وحشت اثر کانوں میں پہنچی کہ حضور کے نور نظر لخت جگر شبیہہ اقدس دنیا سے وصال فرما گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون)

۱۹۳۹ء میں فقیر دارالعلوم حزب الاحناف سے فارغ التحصیل ہوا جہاں دیگر اکابر ملت اسٹیج پر جلوہ افروز تھے وہاں حضرت امیر ملت علیہ الرحمۃ بھی چاند کی طرح تمام تاروں کو روشن فرما رہے تھے۔ فقیر کی دستار بندی حضور کے مقدس ہاتھوں سے شروع ہوئی۔ دل مسرور تھا کہ الحمد للہ کہ آپ نے مجھے دستار بندی سے شرف بخشا ہے۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ زبان پر الحمد للہ علیٰ احسانہٖ کا وظیفہ جاری تھا جب حضرت امیر ملت کا وصال شریف ہو گیا۔ اس کے بعد دل جب بھی آپ کی زیارت فیض بشارت کے لئے بے چین ہوتا تو حضور کے نور نظر شبیہہ اقدس کو دیکھ لیا جاتا۔ آپ کو دیکھنے سے آنکھوں میں وہی سرور دل میں وہی نور پیدا ہو جاتا۔ عموماً

تمام مریدوں اور نیاز مندوں کے لئے یہی دستور تھا کہ اعلیٰحضرت امیر ملت کی زیارت حضرت سراج الملت کے وسیلہ جلیلہ سے ہو جایا کرتی تھی جس سے اب ہم محروم ہو گئے ہیں۔ میں ان شاء اللہ چہلم شریف پر آ کر مجلس اظہار غم میں اپنے ٹوٹے پھوٹے الفاظ عرض کروں گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ حضرات کو اور جملہ مریدین و معتقدین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور حضرت کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

آپ کا شریک غم

ناچیز مہر محمد خاں جہدم چھانگا مانگا ضلع لاہور

○

حضرت سراج الملت رحمۃ اللہ علیہ کے لئے مدینہ منورہ میں ختم ہائے شریف مسجد حرم شریف نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں شب پنجشنبہ ۱۸ جمادی الاول مابین مغرب و عشا حضرت حافظ محمد یوسف علی صاحب مہاجر مدینہ منورہ پنشنر انجینئر ریاست بھوپال نے ایک قرآن مجید کا جو اس وقت ختم کیا تھا اجرا اعلیٰحضرت عالم العلامہ سراج الملت نور اللہ کو بخشا۔ شب دو شنبہ ۳۰ اکتوبر ۲۰ جمادی الاول تکیہ دلائل الخیرات شارع عینیہ مدینہ منورہ میں زیر صدارت حضرت الشیخ الدلائل الشیخ یوسف ملک باشلی ایک بڑی جماعت نے ختم شریف قرآن مجید اور بعد ختم شریف دلائل الخیرات و قصیدہ بردہ شریف اور آخر میں ختم شریف میلاد النبی پڑھ کر حضرت مرحوم و مغفور سراج الملت قدس سرہ العزیز کو بخشا۔ بعد طعام شائقین کی ضیافت طعام کی گئی۔

راقم نیاز مند سگ آستانہ علی پور شریف

مفتی مصطفیٰ علی خاں نقشبندی جماعتی عفی عنہ

مہاجر مدینۃ المنورہ

ایصال ثواب

مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۶۱ء بروز جمعہ مدرسہ جامعہ حنفیہ سعیدیہ فیض القرآن در جامع مسجد نورانی وارڈ نمبر ۲ ملتان میں بروح پرفتوح آفتاب شریعت مہتاب طریقت منبع ولایت حضرت الحاج سراج الملت پیر حافظ قاری سید محمد حسین شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز سجادہ نشین صاحب دربار عالیہ علی پور سیداں شریف ضلع سیالکوٹ کے لئے ایصال ثواب کیا گیا۔ جس میں طلباء مدرسہ عربیہ سعیدیہ فیض القرآن نے حضرت سراج الملت کی یاد میں ایک تعزیتی جلسہ منعقد کیا اور حضرت مولانا مولوی حافظ قاری محمد اسماعیل صاحب سعیدی مدرس درجہ تجوید نے اولیاء کے فضائل پر تقریر کی اور سامعین کو محظوظ فرمایا اور فرمایا کہ اب یہ ہستیاں جا رہی ہیں۔ اب وقت ہے بزرگانِ دین کا دامن تھام لو۔ جس وقت آپ نے یہ بیان فرمایا تو مجمع میں سکتہ طاری ہو گیا اور اسی سکتہ میں محفل برخاست ہو گئی۔ ثواب کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

ختم قرآن کریم ۲۴ - سپارے ۱۲۵ - سورہ ملک ۲۲۵ - آیۃ الکرسی ۲۲۰ - عہد نامہ ۲۰۰ - کلمہ طیبہ ۱۰۲۵

نوٹ:- یہ ثواب طلباء کرام نے خود پڑھا ہے۔

ایصال ثواب کے بعد دعا مانگی گئی۔ یہ ایصال ثواب حضرت پیر سید ولی محمد شاہ صاحب جماعتی کے بھانجے نے جو جامع مسجد نورانی کے خطیب ہیں حضور قبلہ سراج الملت پیر محمد حسین شاہ صاحب کی روح کو پہنچایا۔

الراقم خاکپائے غلامان نقشبند محمد اختر نقشبندی جماعتی
ملتان شہر

○

$\frac{786}{92}$ از ملتان ۱۲ نومبر ۱۹۶۱ء

مکرمی اکرمکم - ہدیہ سلام و رحمت - حضرت سراج الملت مولٰنا الحاج سید محمد حسین شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز کے سانحۂ ارتحال پر جس قدر بھی رنج و ملال کا اظہار کیا جائے کم ہے۔ سر کارکنان قضاء و قدر کا فیصلہ اپیل کی قید سے آزاد ہوتا ہے اس لئے یہاں کسی کو مجالِ دم زدن نہیں اور نہ ہی سوائے صبر کے اور کوئی چارہ کار۔ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت مرحوم کو اعلیٰ علیین میں عالی مقام فرمائے اور جملہ پسماندگان حضرات کو صبر جمیل و اجر جزیل کی توفیق بخشے آمین۔ "انوار الصوفیہ" کے لئے ایک تازہ ترین نعت حاضر خدمت ہے ملاحظہ فرمائیے اور میری صحت و عافیت کے لئے دعا۔

عزیز حاصلپوری غفرلہٗ بیرون لوہاری گیٹ ملتان

○

حلقۂ ذکر ملتان

حسب الارشاد حضرت سراج ملت سرکار علی پوری رحمۃ اللہ برمکان حافظ محمد صدیق اندرون ملتان بدستور ہر جمعہ بعد نماز مغرب حلقہ و ختم شریف ہوتا ہے۔

ختم خواجگان و ختم مجددیہ ختم معصومیہ پڑھا جاتا ہے اس کے بعد ذکر مراقبہ کیا جاتا ہے۔ نعت خواں صاحب نعت سنا کر سب یاران کو مسرور کرتے ہیں۔ حضرت پیر سید ولی محمد شاہ صاحب مدظلہ العالی تشریف لا کر حلقۂ ذکر سے مستفیض کرتے ہیں۔ یارانِ طریقت بڑے ذوق شوق کے ساتھ کثرت سے تشریف لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور بھی زیادہ شرکت کی توفیق عطا فرماوے آمین ثم آمین شجرہ شریف اور ختم شریف پڑھ کر شیرینی تقسیم کی جاتی ہے

المرسل حاجی عبدالحمید جلالی
سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ
ملتان

جناب عبد الشکور شیخ — رنگ محل، لاہور

حضرت امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک واقعہ

مکرم برادر طریقت جناب عبد الشکور صاحب کا مضمون جو ذیل میں درج ہے تحریر و تصنیف کے اصول و قواعد کے اعتبار سے نہایت شستہ اور قابلِ داد ہے، علاوہ ازیں حضرت امیر ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جس واقعہ چشم دید کا آپ نے ذکر فرمایا ہے، اس پر حقیقت بلانقاب ہو جاتی ہے کہ آپ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عشق تھا جس کی آج مثال نہیں مل سکتی (ایڈیٹر)

رسالہ "انوار الصوفیہ" بابت ۱۵ ستمبر ۱۹۱۴ء میں ایک مضمون: "سماع کی اباحت و حرمت" کے عنوان سے چھپا تھا۔ یہ مضمون حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی معروف کتاب "احیاء العلوم" کی ایک فصل کا چربہ ہے۔ اس مضمون میں خاصانِ خدا کے واسطے سماع کے اثرات اور کیفیات کا بیان مندرج ہے۔ یہ عاجز سماع کے جواز یا عدم جواز کے متعلق کچھ عرض کرنے سے معذور ہے لیکن آج کی محفل میں صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ قوالی اور سماع کے علاوہ فقط تحت اللفظ پڑھنے سے بھی بعض اوقات کیسے کیسے کرشمے ظہور پذیر ہوتے ہیں۔

ایک زمانہ تھا جب کہ قبلۂ عالم حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسجد پھولیاں (اندرون لوہاری دروازہ لاہور) میں عموماً فروکش ہوا کرتے تھے۔ اور ان کے دم قدم سے وہاں اس قدر رونق اور برکت ہوا کرتی تھی کہ جس کا ٹھکانہ نہیں۔ جب قبلۂ عالم کے لاہور تشریف لاتے ہی پشاور، دہلی، حیدرآباد دکن اور کراچی جیسے دور افتادہ مقامات سے یارانِ طریقت کسبِ انوار کی خاطر پہنچ جایا کرتے اور پھر نعت خوانی اور ذکر اذکار کا ایک نہایت دلآویز منظر دن رات آنکھوں کے سامنے رہا کرتا تھا۔

یہ ۱۹۱۶ء کی بات ہے جب کہ موسم سرما میں حضرت شاہ صاحب حسب معمول دورہ کے بعد لاہور تشریف لائے تو حضور کو بخار ہو رہا تھا۔ باوجودیکہ خلیفہ مجاز میر حمایت اللہ صاحب وائس پرنسپل میڈیکل کالج اور دیگر دو تین ڈاکٹر صاحبان علاج کر رہے تھے لیکن درجۂ حرارت کم ہونے میں نہ آتا تھا جس سے حضرت کے غلامان کو ایک گونہ پریشانی ہو رہی تھی۔

ایک دن صبح کے وقت قبلۂ عالم مسجد کے اوپر والے کمرے میں رضائی اوڑھے لیٹے تھے اور بخار کی شدت سے کپکپی طاری تھی کہ ایک خادم نے آ کر یہ کہا کہ پیلی بھیت والے حافظ صاحب تشریف لائے ہیں اور باریابی کی اجازت چاہتے ہیں۔

یہ سنکر قبلۂ عالم نے رضائی کے اندر سے ہی حکم دیا کہ انہیں جلد اندر لے آئیں۔ اس وقت حضرت کے حضور میں میر حبیب اللہ صاحب رئیس امرتسر، حافظ انور علی صاحب رہتکی، اور اس خاکسار کے علاوہ دو تین اور یار بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ جناب حافظ صاحب کے کمرے میں قدم رکھتے ہی ہم سب نے ان کا استقبال کیا، اور انہوں نے بھی نہایت خندہ پیشانی سے سب کے ساتھ مصافحہ کیا۔ حافظ صاحب موصوف کے کلام کی شہرت اس وقت پنجاب میں خوب ہو رہی تھی، اور انکی نعتیں یہاں کی مجالس میں عموماً پڑھی جاتی تھیں۔

جناب حافظ صاحب کی عمر ستر سال سے تجاوز کر چکی تھی نورانی چہرہ، سفید براق داڑھی اور سفید ہی کپڑے پہنتے تھے۔ سر پر نہایت اُجلی ٹوپی رکھتے تھے، اور گرم اچکن زیب تن تھی، گویا کہ یو۔پی

کی تہذیب کا چلتا پھرتا نمونہ تھے۔ آواز میں شیرینی اور طرزِ تکلم نہایت عالمانہ تھا۔ غرضیکہ آداب عرض کر کے قبلۂ عالم کے پاس باادب تشریف فرما ہوئے۔

چونکہ اس وقت قبلہ حضرت صاحب کو بخار بہت تیز ہو رہا تھا، اس لئے آپ نہایت دھیمی آواز سے گویا ہوئے ؎

"جناب حافظ صاحب! آپ رسولِ اکرم کی
شان میں نعتیں لکھتے ہیں، میں گنہگار بوجہ علالت
آپکا استقبال نہیں کر سکا، مجھے معاف فرمائیں"

اللہ اللہ!! نعتِ رسول لکھنے والے کی کیا شان اور مرتبہ ہے، جناب حافظ صاحب نے اس پر جواب دیا ؎

"قبلہ! آپ تو مقربِ رسولِ اکرم ہیں، اور
ہم آپ کے ادنیٰ خادم ہیں۔"

سبحان اللہ! اندازِ گفتگو اور حفظِ مراتب کے کیا قرینے تھے ہم سب عش عش کرنے لگے۔ اور جناب حافظ صاحب کے اندازِ گفتگو کی داد دینے لگے۔

جناب حافظ صاحب موصوف کا نام نامی خلیل الدین حسن تھا اور وہ پیلی بھیت (یو۔پی) میں آنریری مجسٹریٹ تھے ساتھ ہی وہ باکمال شاعر بھی تھے۔ ان کے کلام کے چار دیوان چھپ کر شائع ہو چکے ہیں، ان کی ایک نعت کے دو شعر ملاحظہ ہوں ؎

کہیں جلد آئیں یا رب سفرِ حجاز کے دن
مجھے ایک دن ہے اک دن، مجھے ایک دن مدینہ

یہی ہے دعائے حافظؔ، یہی التجائے حافظؔ
جو مروں تو پاؤں جنت، جو جیوں ملے مدینہ

اس مختصر گفتگو کے بعد حضرت شاہ صاحب مدظلہ العالی نے استفسار کیا کہ کیا کوئی تازہ نعت بھی رقم ہوئی ہے؟ اس پر حافظ صاحب نے ایک چھوٹی سی بیاض کھولی، اور دو زانو ہو کر مطلع پڑھا: ؎

نہ اُمیدوں کی بھیڑ ہو، نہ روضہ ترا ہو، میں نہ ہوں
وائے ناکامی کہ اک خلقِ خدا ہو، میں نہ ہوں

مطلع بے پناہ تھا، ہم سب نے بے ساختہ داد دی، اور قبلۂ عالم نے مکرر پڑھنے کو فرمایا، آنحضرت نے یہ شعر دو تین بار سنا اور لحاف چہرے سے اتار دیا۔

حافظ صاحب نے دوسرا شعر پڑھا:

؎ صدقے اس روضے کے جس پر سر سے دل سے جان سے
اک جہاں، اک خلق، اک عالم فدا ہو، میں نہ ہوں

قبلۂ عالم نے یہ شعر بھی دو تین بار پڑھوایا اور مصرعِ ثانی دہراتے دہراتے اپنے جسم کے اوپر والے حصے سے لحاف علیحدہ کر دیا۔ ہم لوگ آنجناب کی یہ حالت دیکھ کر پریشان ہوئے کہ کہیں سردی نہ لگ جائے مگر حضور تو گویا بالکل بے نیاز تھے۔

اب حافظؔ صاحب نے تیسرا شعر پڑھا تو قبلۂ عالم کی کیفیت ہی کچھ اور ہو گئی:

؎ میں وہ ردِ خلق ٹھہرا ہوں کہ بزمِ شاہ میں،
انس ہو، جن ہو، فرشتہ ہو، ہوا ہو، میں نہ ہوں

اس پر ہم پھر جھومنے لگے اور بے پناہ داد دی تو حافظ صاحب جھک جھک کر لکھنوی انداز سے اداب عرض، آداب عرض کرتے رہے، اور قبلۂ عالم کی یہ کیفیت تھی کہ اونچی آواز سے مکرر، سہ مکرر، یہ مصرع پڑھنے لگے:

؎ انس ہو، جن ہو، فرشتہ ہو، ہوا ہو، میں نہ ہوں،
یہ کہتے کہتے لحاف جسم سے علیحدہ کر دیا، اور اٹھ کر بیٹھ گئے، اس وقت بدن سے پسینہ جاری تھا، اور اس انداز سے داد دے رہے تھے کہ جیسے بخار تھا ہی نہیں، اور بالکل تندرست ہیں!

پھر جناب حافظؔ صاحب نے یہ شعر پڑھا:

میں وہاں ہوں، یہ وہاں ہو یا نہ ہو، پر یہ نہ ہو
شاہ کے دربار میں چرچا مرا ہو، میں نہ ہوں

اس شعر کو سن کر قبلۂ عالم نے بے اختیار ایک نعرہ لگایا شعر کو کئی بار سنا اور خود مصرع ثانی پڑھتے پڑھتے اٹھ کر کھڑے ہو گئے، پھر کمرے سے باہر نکل کر مسجد میں تشریف لے آئے، اور اپنے خادم حاجی بوٹا کو طلب فرما کر حکم دیا، جلد اسباب باندھ لو، اور دیارِ حبیب پر جانے کی تیاری کرو۔ سب لوگ اس کیفیت کو دیکھ کر متعجب تھے کہ پانچ منٹ پہلے تو بخار اس قدر تیز تھا، یا اب یہ کیفیت ہے کہ خود بخود چل رہے ہیں۔ گویا کہ عالم غیب سے ان کو شفا نصیب ہو گئی تھی، بعد ازاں حضور سب سے رخصت ہو کر پہلے تو علی پور تشریف لے گئے اور پھر حجاز کے لئے بمبئی روانہ ہو گئے، اور جہاز پر سوار ہو کر بھی یہ مصرع زبان سے جاری تھا:

ع شاہ کے دربار میں چرچا مرا ہو میں نہ ہوں

مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف کا سالانہ امتحان

مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف کا سالانہ امتحان حضرت الحاج علامۂ زماں جوہر الملت پیر سید اختر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی نے لیا، تمام طلبہ کامیاب ہوئے۔

امتحان مندرجہ ذیل کتب کا لیا گیا:-

صمد اللہ - ملا حسن - قطبی - میبذی - صدرا - شرح تہذیب - شرح عقائد - ہدایہ اخیرین - شرح وقایہ - تصریح - امور عامہ - میرزا - شرح جامی - کنز الدقائق - کافیہ - مسلم الثبوت - قاضی مبارک وغیرہ۔

(زکوٰۃ و صدقات سے مدرسہ کی اعانت فرمادیں)

عرسِ مبارک

اعلیٰحضرت عظیم البرکت حضرت علی پوری کے خلیفہ

مولانا عابد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرسِ مبارک

۴ - جمادی الآخریٰ ۱۳۸۱ھ بروز پیر بڑی شان اور شوکت سے باہتمام قاری عبد السلام صاحب مرادآبادی، قاضی گلی، آگرہ میں منایا گیا، جس میں حضرات علمائے کرام و صوفیائے عظام و رؤسائے آگرہ نے مجالس کو رونق بخشی۔

خاص کر

حکام گڑھیا سید صاحبان نے قاری عبد السلام صاحب کی بہت دلجوئی کی، سیدنا کے سجادہ صاحب کی دلی دعائیں شاملِ حال تھیں۔

پروگرام

مولانا اشتیاق احمد صاحب ناشری - حافظ آفاق صاحب ناشری محمد ظہیر صاحب ناشری - حضرت مولانا اخلاق احمد صاحب کا بیان بڑے مدلل ثبوت کے ساتھ حدیث و قرآن کی روشنی میں ہوا، حالاتِ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی روشنی ڈالی۔ بعدہٗ نبیرہ حضرت مولانا مفتی محمد نعمان صاحب نے تقریر فرمائی، حاضرین جلسہ کی وہ تڑپ جو سال بھر سے تڑپا رہی تھی ساکن ہو گئی۔۔۔

بعدہٗ پنج آیۃ قُل نہایت پُرسکون بعدہٗ درود و صلوٰۃ اور پھر بعدہٗ ناشر میاں بریلوی کا سلام غلام رسول صاحب نے مظہر خدا نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں پیش کیا۔ بعدہٗ سریانی لہجہ میں جس میں حبشی لہجہ بھی شامل تھا، تلاوت قرآن اور دعا مانگی گئی۔ عصر اور ظہر کے درمیان کھانا اور بعدہٗ شب ۱۲ بجے چادر پیش کی گئی (شمس الدین قریشی محلہ بازار آگرہ)

درسِ تصوف

ارشاداتِ طیبات

حضرت میرزا مظہر جانِ جاناں رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ

اس طریقہ نقشبندیہ میں پیری مُریدی صرف بیعت، شجرہ اور کلاہ کے حاصل کرنے کا نام نہیں۔ اس میں پیر کی صحبت میں رہ کر ذکر قلبی کی تعلیم اور جمعیت اور توجہ الی اللہ کا حاصل کرنا ضروری ہے۔ جب کسی پر محبت الٰہی کا غلبہ ہوتا ہے تو وہ اشتغال طریقہ کو اختیار کرتا ہے اور محبت الٰہی کبھی اللہ تعالیٰ کی عنایت اور مہربانی سے یوں ہی حاصل ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس طرح حاصل نہ ہو تو بزرگانِ خدا کا طریقہ یہ ہے کہ وہ ذکر پر اس کی شرائط کے ساتھ مداومت کرتے ہیں، چاہیئے کہ تمام ارادوں کو چھوڑ کر ذکر کی کثرت کی جائے اس لئے کہ جب تک ذکر کی کثرت نہ ہو، شرح قلب حاصل نہیں ہوتا۔ پھر جب ذکر میں کوئی تکلیف اور بیخودی پیدا ہو تو اس کی نگہداشت کی جائے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ جاتی رہے۔ اگر کہیں خفگی پیدا ہو جائے تو پھر تضرع اور افتقار تام کے ساتھ ذکر میں لگ جانا چاہیئے۔ اسی طرح ذکر میں لگیں رہیں، یہاں تک کہ کیفیت میں دوام پیدا ہو۔ ہر وقت ذکر و فکر میں مشغول ہو کر دل کو ماسوا کی طرف متوجہ کرنے سے پاک رکھیں۔ اپنی توجہ اور ہمت اسم مبارک اللہ کے مفہوم کے سوا کسی اور طرف نہ پھیریں۔ تاکہ طبیعت میں ملکہ حضور کا راسخ اور مضبوط ہو جائے۔ اور دین کامل جو اسلام اور ایمان اور احسان کا نام ہے، حاصل ہو جائے۔ اور جب بھی وہ دل کو دیکھے تو اس کو حق کی طرف متوجہ پائے۔ اس اثنا میں اگر ذوق و شوق اور دوسری کیفیات بھی حاصل ہو جائیں تو اللہ تعالےٰ کی مزید نوازش اور مہربانی ہوگی۔ ورنہ اصل مقصد تو یہ ہے کہ حضور اور آگاہی حاصل ہو جائے۔ ضروری امر تو یہ ہے کہ غیر کی طرف توجہ کرنے سے دل سلیم ہو، باقی رہ گئے واقعات اور مناجات وغیرہ، امور یہ چنداں اعتبار کے قابل نہیں۔ اس سلسلہ میں اشتباہ بہت واقع ہوتا ہے کبھی اتباعِ سنّت کا نور، کبھی ذکر کا کبھی مُرشد کی نسبت کا کبھی کثرتِ درود کا، کبھی خدمتِ سادات کا، کبھی درسِ حدیث کا، کبھی تصدیق و اخلاص کا واقعات میں رسُول خُدا صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔ اسی طرح اولیاء کی خدمت کے ساتھ جو مناسبت کے روابط ہیں وہ ان بزرگوں کی صورت میں متصور ہو کر سامنے آجاتے ہیں۔ اور اخبار مشہورہ اور دیکھنے والے کے نظریات و مقررات تو ایک واقعہ کی صورت بن کر اس کے سامنے جلوہ گر ہوتے ہیں۔ یہ تمام شعبدے ہیں جو دل کو خوش رکھتے ہیں۔ اور حقیقت میں یہ کچھ بھی نہیں۔ ہاں! رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور اولیاء اور ان کے احوال و انوار باطنی کے دیکھنے سے طاقت کی توفیق زیادہ حاصل ہوتی ہے۔ اور دوسرے واقعات بھی اگر نفس الامر کے مطابق ہوں تو بڑی کامیابی کی دلیل ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

اور خدا کا دیکھنا، جس کو تجلی صوری کہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ جل شانہٗ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ جس طرح بھی ہو اس سے مناسبت راسخہ کی بشارت حاصل ہوتی ہے۔ ع

هنیاً لارباب النعیم نعیمها

جب خیالات کا ہجوم ہو تو التجا اور تضرع جناب باری کی، بارگاہ میں کرنی چاہیئے۔ اور مرشد کی صورت آنکھوں کے سامنے رکھ کر اس کے وسیلے سے امراض باطنی کے ازالہ کی درخواست کرنی چاہیئے۔ انتقام کی صفت میں انکسار اور تواضع کا ہونا لازمی ہے۔ اور لوگوں کی جفا اور قضا پر تحمل اور صبر کی عادت ڈالنی چاہیئے ؎

چیست معراج فنا این نیستی
عاشقاں را مذہب و دیں این نیستی[۱]

نظر کو بلند رکھنا چاہیئے کہ مجازی امور کو تقدیر سے جان کر زبان کو چون و چرا اور شکوہ شکایت کے لئے کھولنے سے باز رکھے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے، اگر ان سے خدمت میں کوتاہی ہو جاتی اور گھر والے ملامت کرتے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے؛

"اس کو کچھ نہ کہو اگر مقدور ہوتا تو ایسا نہ کرتا"

حاصل ان تمام تکلفات کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مکارم صفات کے مطابق تہذیب اخلاق ہے۔

فانک لعلیٰ خلقٍ عظیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حدیث شریف میں ہے:-

"بعثت لاتمم مکارم الاخلاق"

"میں مکارم اخلاق کے اتمام کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔"

نفی اور اثبات کے ذکر کی ورزش سے صفات بشریت کم ہو جاتی ہیں۔ اور طریقہ اس کا یہ ہے کہ ہر ذمیمہ کی کلمہ طیبہ کے تکرار میں جدا جدا کلمۂ "لا" کے ساتھ چند دن نفی کرنی چاہیئے اور اس کی جگہ حب خدا کو ثابت کرنا چاہیئے۔ یہاں تک کہ وہ ذمیمہ زائل ہو جائے۔ اور ہوائے نفس کے برخلاف مقامات سلوک کی تحصیل کرنی چاہیئے۔ امید قوی ہے کہ ذمائم حامد کے ساتھ تبدیل ہو جائیں گے۔ اور حق یہ ہے کہ تصفیہ اور تزکیہ کے بعد کمینہ اور خسیس صفتیں منکسر ہو جاتی ہیں۔ ذمائم کا کلی طور اکھڑ جانا ممکن نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے "کہ اگر تم یہ سنو کہ پہاڑ جگہ سے ہٹ گیا ہے تو تصدیق کر لو، اور اگر تم یہ سنو کہ کوئی شخص اپنی جبلت سے پھر گیا ہے، تو باور نہ کرو" ولا تبدیل لخلق اللہ

امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"میرا غضب گیا نہیں لیکن اس سے پہلے وہ کفر میں صرف ہوتا تھا، اب حمایت اسلام میں ہوتا ہے۔"

فنا اور اطمینان نفس کے بعد تسلیم و رضا سالک کا وصف ہو جاتے ہیں۔ اور فنائے قلب میں بوجہ غلبۂ محبت افعال کی نسبت بندوں سے مسلوب ہو جاتی ہے اور بجز فاعل حقیقی کے سالک کے شہود میں کچھ دکھائی نہیں دیتا۔

(باقی آئندہ)

[۱] فنا کی معراج کیا ہے؟ یہی نیستی تو ہے؟ اور عاشقوں کا مذہب اور دین یہی نیستی ہے۔

حضرت مولانا مہر محمد خاں صاحب ہمدم چھانگا مانگا

سوال: سیّد کے کیا معنی ہیں؟ اور سادات کرام کا کن حضرات پر اطلاق ہوتا ہے؟

جواب: سیّد کے لفظی معنی ہیں سردار اور اصطلاحی معنے ہیں اولادِ رسول۔ حضرت علی مرتضیٰ کی جو اولاد بطنِ فاطمۃ الزہرا سے پیدا ہوئی وہ سیّد کہلاتی ہے۔ جو علی المرتضیٰ کی اولاد دوسری ازواج سے پیدا ہوئی وہ علوی کہلاتی ہے۔ حضورؐ کے نسب شریف میں یہی حضرات داخل ہیں۔ جو سیّدہ فاطمہ کی اولاد ہیں۔ اور تمام فضائل انہیں کی شان میں ہیں۔ جو ہم بیان کر لے۔ یا کچھ پہلی قسط میں بیان کر آئے ہیں! حضور نے فاطمہ کو فرمایا: سیدۃ النساء۔ اور حضرات حسنین کریمین کو فرمایا: الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ، یعنی حسن اور حسین جوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ حضورؐ نے حضرت حسن کی بابت فرمایا:

"یہ میرا بیٹا سیّد ہے، اللہ تعالےٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرا دیگا۔"

حضورؐ علیہ السلام نے ان حضرات کو اپنی اولاد فرمایا ہے۔ اس لئے یہ سیّد ہیں۔ حضور سیّد المرسلین، حضور کی اولاد سید المسلمین کہلاتی ہے! اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ؎

حسنِ مجتبےٰ سیّد الاسخیاء ۔ راکبِ دوشِ عزت پہ لاکھوں سلام
اس شہیدِ بلا شاہِ گلگوں قبا ۔ بیکسِ دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام

آبِ تطہیر سے جس میں پودے جمے ۔ اس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام
پارہائے صحف غنچہائے قدس ۔ اہلِ بیتِ نبوت پہ لاکھوں سلام

• ہدایت •

یاد رہے سیّد وہ ہے جس کا باپ سیّد ہو، ماں اگرچہ، پٹھانی، مغلانی، راجپوتانی ہو۔ اگر باپ غیر سیّد ہو تو اولاد بھی سیّد نہ ہوگی۔ اگرچہ ماں سیدانی ہو۔ نجیب الطرفین وہ سیّد ہیں جن کے ماں باپ دونوں سیّد ہوں، جیسا کہ حضور امیرِ ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

• گذارش •

سادات کرام کو چاہیئے کہ وہ اپنی اولاد کو عالم، فاضل، حافظ، قاری، فقیہہ، محدث، مفسر بنائیں اور خود اپنے اسلاف کرام کی طرح نمازی، حاجی، غازی، احکام شرعی کے قاضی بن کر قوم مسلم کی رہنمائی فرمائیں۔ موجودہ دور کی کالجانہ تعلیم و تربیت سے پوری طرح اپنی اولاد کو بچائیں۔ حضرتِ اکبر فرماتے ہیں:- ؎

کیا کہوں میں آپ سے احباب کیا کیا کر گئے
بی اے کیا، نوکر ہوئے، پنشن ملی اور مر گئے

سادات کرام کے گھر سے عالموں کو علم ملا، فاضلوں کو فضل ملا، قاریوں کو قرأت ملی، حافظوں کو اور ناظروں کو قرآن ملا، محدثوں کو حدیث ملی، مفسروں کو تفسیر ملی، فقیہوں کو فقہ ملی، اولیأ کو ولایت ملی، قطبوں کو قطبیت ملی، غوثوں کو غوثیت ملی، ابدالوں کو ابدالیت

ملی، مجددوں کو مجددیت ملی، اماموں کو امامت ملی، خطیبوں کو خطابت ملی، فصیحوں اور بلیغوں کو فصاحت و بلاغت ملی، حکیموں کو حکمت ملی، غرضیکہ سب کچھ اہلِ اسلام کو اولادِ رسول سے ہی ملا۔ جب سادات کرام ہی تمام ظاہری و باطنی ایمانی و عرفانی تعلیم کو چھوڑ بیٹھے تو ہم گنہگاروں کا تو پھر خدا ہی حافظ ہے۔

؎ چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

• ہدایت •

بعض جہلا نے غیر سید کو سید لکھنا اور کہنا شروع کر دیا، بعض جہلا نے اپنے آپ کو سید کہلانا شروع کر دیا ہے۔ اور اکثر لوگ محرم شریف کے دنوں میں کالا لباس پہن کر سید بن جاتے ہیں غرضیکہ غیر سید کو سید کہنا اور غیر سید کا خود کو سید کہلانا حرام ہے۔ یاد رہے جو شخص خدانخواستہ سید ہو کر مرتد ہو جائے یعنی حضور کی ختمِ نبوت کا منکر ہو جائے یا حضور کی ازواجِ پاک اور اولادِ پاک کی توہین کرنے لگے یا حضور کے خلفاء کرام کی تنقیص کرنے لگے یا حضور علیہ السلام اور دیگر انبیاء کے فضائل کا انکار کرے، یا قرآنی آیات اور احادیث کو جھٹلائے، وہ سادات سے خارج سمجھا جائیگا۔ جس طرح نوح علیہ السلام کا بیٹا منکرِ توحید و رسالت ہو کر حضرت نوح علیہ السلام کی اہل سے خارج ہو گیا۔ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ اس پر ناطق ہے۔

ہاں تو میں عرض یہ کر رہا تھا کہ غیر سید کو سید کہنا حرام ہے۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں :-

• جو اپنی نسبت جان بوجھ کر دوسرے باپ کی طرف کرے اس پر جنت حرام ہے"

(مسلم شریف۔ کتاب الایمان)

(۱) بعض احکام وہ ہیں جن میں ربّ العزت نے حضور کی اہلِ بیت کرام و سادات عظام کو حضور کے ساتھ شامل فرمایا ہے۔ حضور کی شان میں فرمایا :- اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔ حضور کی آل کی شان میں فرمایا :

سَلَامٌ عَلٰى اِلْيَاسِيْنَ عَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ

(۲) حضور علیہ السلام کی شان میں فرمایا :-

طٰهٰ بمعنی طاہر ہے، حضور کی آل کے بارے میں فرمایا :-

وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا۔

(۳) نماز میں ہر نماز حضور پُر نور پر اور حضور کی آل پر درود شریف بھیجتا ہے۔ اور یہ سلسلہ درود خوانی قیامت تک جاری رہیگا

امام بیہقی شعبی سے روایت کرتے ہیں :-

" جو شخص تشہد میں حضور پر اور آل پر درود نہ بھیجے وہ نماز کا اعادہ کرے "

حضرت امام شافعی فرماتے ہیں :-

يَا اَهْلَ بَيْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ حُبُّكُمْ
فَرْضٌ مِّنَ اللّٰهِ فِي الْقُرْاٰنِ اَنْزَلَهٗ
كَفَاكُمْ مِنْ عَظِيْمِ الْقَدْرِ اِنَّكُمْ
مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلٰوةَ لَهٗ

یعنی اے اہلِ بیتِ رسول تمہاری شان و عظمت کے لئے تو یہی کافی ہے کہ جو شخص تم پر نماز میں درود نہیں بھیجتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔

(۴) حضور نے اپنے لئے اور اپنی آل کے لئے صدقہ حرام فرمایا ہے لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِمُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ یعنی حضور اور حضور کی آل کے لئے صدقہ حلال نہیں ہے۔ صدقہ کیونکہ مال کی میل ہوتا ہے اس لئے حضور نے اپنی آل کو میل سے محفوظ فرما دیا ہے۔

(۵) حضور کی شان میں فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ، فرمایا حضور کی آل کی شان میں فرمایا :- قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى، یعنی اے حبیب! فرما دو کہ میں تم سے تبلیغ پر کوئی اجرت نہیں مانگتا مگر یہی کہ تم میرے اقربا سے محبت رکھو، معلوم ہوا کہ حضور کی اہلِ بیت سے محبت رکھنا عین ایمان ہے اور ان کی اطاعت فرض ہے۔

۵
زاہد تیری نماز کو میرا سلام ہے
بے حب اہلِ بیت عبادت حرام ہے

(۶) حضور فرماتے ہیں:
• "ہماری آلِ رحمت کی کنجیاں، محلِ رسالت، معدنِ علم ہے" (شہیدِ اعظم صفحہ ۱۶)

۷ الغرض ان کے ہر مو پہ لاکھوں درود
اُن کی ہر خُو و خصلت پہ لاکھوں سلام
ان کے مولا کے ان پر کروڑوں درود
ان کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

• حکایت •

حضور: اے حاکمِ بغداد! ابراہیم بن اسحاق کو رہا کر دو!
ابراہیم: اے خادم تمام عملہ کو بلایا جائے، یہ حکم سن کر سب آگئے۔
افسران: کیوں جناب ہمیں کس مقصد کے لئے بلایا گیا ہے؟
ابراہیم: بھئی، رات مجھے خواب میں حضور علیہ السلام کی زیارت ہوئی حضور نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ قاتل کو رہا کر دو، قاتل کو بلاؤ۔
قاتل: جناب میں حاضر ہوں، مجھے کیا حکم ہے؟ ارشاد ہو۔
ابراہیم: کیا تم نے کسی کو قتل کیا ہے؟ پورا واقعہ سناؤ،
قاتل: جناب ہماری بغداد میں ایک ٹولی ہے، ہم نے ایک بوڑھی عورت کو رکھا ہوا ہے۔ وہ جوان عورتوں کو مکر و فریب کے ذریعے ہم تک پہنچا دیتی ہے۔ ہم ان سے منہ کالا کرتے ہیں، ایک دن ایک نوعمر حسینہ لڑکی کو ہمارے کمرۂ خاص میں لائی، تو وہ لڑکی ہمیں دیکھ کر رونے لگی۔ اور چیخ مار کر بیہوش ہو گئی۔ میں اسے ہوش میں لایا اور اس سے پوچھا کہ تو کون ہے، اس نے بتایا کہ میں دخترِ رسول، جگر گوشۂ بتول یعنی سیدہ ہوں، یہ سن کر میں لرز گیا اور رونے لگا۔ اور زنا سے تائب ہوا۔ اور اس سیدہ سے عرض کیا کہ آپ کوئی فکر نہ کریں! میرے بدمعاش ساتھی جب اس سیدہ پر نگاہِ بد سے حملہ آور ہوئے، تو میں نے ان سے مقابلہ شروع کر دیا، یہاں تک کہ ایک ساتھی کو چھری سے قتل کر دیا۔ اور اس سیدہ کو اپنی حفاظت سے گھر سے باہر نکال دیا، اور وہ اپنے مکان پر تشریف لے گئیں۔ پولیس نے مجھے گرفتار کر لیا، میں نے پولیس کو بھی یہی بیان دیا تھا اور آج آپ کو بھی یہی بیان دے رہا ہوں۔ کہ میں نے ہی اس دشمنِ رسول کو واصلِ جہنم کیا تھا۔ آپ جو چاہیں سزا تجویز فرمائیں مجھے عزتِ رسول کے لئے ہر سزا بخندہ پیشانی منظور ہے۔
ابراہیم:- رو کر، اور لرز کر بولا، جاؤ تمہیں ذات رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، سید المرسلین، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ نے بری فرما دیا ہے"
(تحفۃ الشیعہ صفحہ ۱۴)

Regd. No. L. 7478 DECEMBER 19..
The Monthly
ANWAR-US-SOOFIA